Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ — قادیان

بدر

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

جلد 63

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 48

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

4 صفر 1436 ہجری 27 نبوت 1393 ہش 27 نومبر 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم ایدامامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

خطبۂ عید الاضحیہ

اگر درود میں شامل دعا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی دعا میں حصہ دار بننا ہے اور حقیقی عید منانے والا بننا ہے تو وہ تقویٰ پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ وہ تقویٰ پیدا کرو جو آخری اور کامل شریعت لانے والے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے آئے تھے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر نہ عبادتیں کام کی ہیں، نہ قربانیاں کام کی ہیں۔ اس روح کو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام احکامات پر غور کر کے پھر اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ پس اس عید کو بھی ہمیں وہ عید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو، اُن محسنین میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جن کو اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ جن کی جھولیوں کو اپنے انعامات سے بھرتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ قربانی یا نیکی یا مُحسنین میں شمار ہونا ایک دن کا کام نہیں ہے۔ مسلسل عمل ہی قربانی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔

جن کو دُنبے کی قربانی کی یا مینڈھے کی قربانی کی توفیق نہیں جس سے وہ ظاہری رنگ میں بھی قربانی کا اظہار کر سکیں وہ اپنا وقت تبلیغ اسلام کے لئے وقف کریں، پمفلٹ تقسیم کریں، اپنے رابطے بڑھائیں، اپنے ساتھیوں کو تبلیغ کریں، اپنے کام کاج کی جگہ پر بھی اپنے رویوں سے، اپنے نمونوں سے اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کریں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دنیا پر اظہار کریں۔ تو یہ مسلسل عمل جو ہے اور نیکیوں پر قائم ہونا جو ہے، یہی ایک قربانی ہے۔

خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 16/اکتوبر 2013ء بمطابق 16/اخاء 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الہدیٰ۔ سڈنی۔ آسٹریلیا

أَشۡھَدُ أَنۡ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَأَشۡھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ۔ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ۔ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (الحج:38)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخّر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔

آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری زندگی کی ایک اور عید الاضحیٰ منانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ عید کہتے ہیں بار بار آنے والی چیز اور خوشی کا موقع۔ (لسان العرب زیر مادہ ''عود'') ''اَضۡحیہ'' کے معنی خوب دن چڑھے کے بھی ہیں اور قربانی کی بکری کے بھی ہیں۔ بہرحال عام زبان میں اس عید کو قربانی کی عید بھی کہتے ہیں۔ اس نام ''قربانی کی عید'' نے عموماً مسلمانوں میں یہ تصور پیدا کر دیا ہے کہ یہ خوشی کا موقع آیا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرو اور خوشیاں مناؤ، گوشت کھاؤ۔ پس یہ عید ہو گئی۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس عید پر مسلمان لاکھوں کی تعداد میں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ مکّہ میں جو حج ہوتا ہے وہیں لاکھوں جانور ذبح ہو جاتے ہیں۔ پاکستان وغیرہ اور تیسری دنیا کے بہت سے ایسے ملکوں میں جہاں مسلمان ہیں خاص طور پر برصغیر پاکستان ہندوستان میں، عید سے پہلے امیر طبقہ میں بڑا اور خوبصورت جانور خریدنے کی دوڑ لگی ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے لاکھ میں یہ بیل خریدا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے ہزار میں یہ مینڈھا یا دُنبہ یا بکرا خریدا۔ پھر اُنہیں خوب سجایا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ بھی حکم ہے کہ خوبصورت قربانی پیش کرو۔ تو ظاہری طور پر بھی اُس کو خوبصورت کرنے کی یہ کوشش کرتے ہیں۔ اور ظاہر پر ہی زیادہ زور ہوتا ہے۔ ایسے ایسے لوگ قربانیاں کرتے ہیں جو عام زندگی میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں۔ حتی کہ ایسے بھی ہیں جنہوں نے شاید سال میں عید کی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھی ہوگی۔ لیکن یہ بڑی بڑی قربانیاں بڑے ذوق اور شوق سے پیش کی جاتی ہیں اور پھر اس قربانی کے بعد بھول جاتے ہیں کہ ہمارے کوئی فرائض بھی ہیں۔ ہماری کوئی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ ہماری زندگی کا کوئی مقصد بھی ہے۔ سارا دن دعوتیں اور غل غپاڑے ہوتے رہتے ہیں۔ اُس دن نمازیں بھی اکثر ادا نہیں کرتے اور بس یہی عید ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک یہ عید قربان ہے، بیشک ایک قربانی ادا کرنے کا حق ادا کرنے والے باپ اور بیٹے کی یاد میں ہر سال منایا جانے والا یہ ایک اسلامی تہوار ہے، لیکن یاد رکھو کہ صرف اس بات پر

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خوشی منانا کہ ہمارے بزرگوں نے چار ہزار سال پہلے قربانی پیش کی تھی، یا وہ بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے، یہ کافی نہیں ہے۔ وہ تو اُن اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کا فعل تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان کا یہ فعل تھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس فعل کو قبول بھی کیا۔ پھر اُن کی مسلسل قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے گھر کی بنیادوں کی نشاندہی فرما کر اُن پر دیواریں استوار کروا کر ایک اور عظیم انعام سے اُنہیں نوازا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر اب تم دونوں، بلکہ تینوں، کیونکہ باپ، ماں اور بیٹا سب اس میں شامل تھے، سب کو آئندہ آنے والے لوگوں کے لئے ہمیشہ یاد رکھا جانے والا بنانے کا انتظام کر دیا اور پھر اس سے بھی عظیم انعام یہ دیا کہ اس گھر کی دیواریں استوار کرتے وقت جوان دو بزرگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعائیں کی تھیں کہ ہماری ذریّت میں سے بھی ایک عظیم نبی مبعوث فرما (البقرۃ:130) اُن دعاؤں کو بھی قبولیت کا شرف عطا فرما کر وہ عظیم نبی مبعوث فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا تھا اور پیارا ہے۔ جس کے آنے سے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی اہمیت مزید نکھر کر واضح ہوگئی۔ جس نے توحید کا قیام کرنے اور توحید کا قیام کروانے کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ ان دونوں بزرگوں اور ان کی آل کو ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمّت کے ذریعہ ہر نماز کے درود میں شامل فرما کر اُنہیں رہتی دنیا تک اُمّتِ مسلمہ کی دعاؤں میں شامل کر لیا۔ پس یہ اُن بزرگوں کی قربانیوں کا پھل تھا جو اُنہیں ملا اور ملتا چلا جا رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ انعام اُنہیں ایک مینڈھے کی قربانی کی وجہ سے ملا تھا۔ اور ایک بکرے یا مینڈھے یا گائے کی قربانی سے تم بھی انعامات کے وارث بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، نہ اُن کی قربانی کا گوشت اور خون اُن کو یا اُن کی آل کو یہ مقام دلا سکا، نہ میرے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں اور اُس کی آل میں شامل لوگوں کو یہ مینڈھوں اور بکریوں اور گائیوں کی قربانی کچھ مقام دلوا سکے گی۔

اگر درود میں شامل دعا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی دعا میں حصہ دار بننا ہے اور حقیقی عید منانے والا بننا ہے تو وہ تقویٰ پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ وہ تقویٰ پیدا کرو جو آخری اور کامل شریعت لانے والے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے، فرماتا ہے کہ تمہاری قربانیوں کی ظاہری شکل کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی بلکہ وہ روح نتیجہ پیدا کرتی ہے جس کے ساتھ قربانی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر نہ اس قربانی کی روح پیدا ہو سکتی ہے، نہ ہی تقویٰ کے بغیر اس کا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے جو حقیقی قربانی کا مقصد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرما دیا کہ تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتے۔ فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ لیکن تمہارے دلوں کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ یہ قربانیاں جو کسی بھی صورت میں ہوں، یہ تمہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ لیکن اُس صورت میں جب یہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے خالصۃً اُس کی بڑائی بیان کرنے سے، اُس کی عبادت کرنے سے۔ جو احکام اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں اُن پر عمل کرنے سے۔ قرآنِ کریم میں جو حکم ہیں اُن پر عمل کرنے سے۔ اسلام کی جو روح اور مغز ہے اُس کو حاصل کرنے سے۔ اگر تم اس سوچ کے ساتھ یہ قربانی کر رہے ہو تو تمہیں بشارت ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔ احسان کرنے والوں میں شمار ہو گے، ہدایت پانے والوں میں شمار ہو گے۔ اُن انعامات کو حاصل کرنے والے بن جاؤ گے جو ایک حقیقی مسلمان کے لئے مقدر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ حدیث: 1)

پس اگر نیت تقویٰ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش ہے تو یہ قربانی قبول ہوگی۔ پھر اس قربانی کا خون بہانا بھی خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث بنائے گا اُس کا گوشت تمہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو تو گوشت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں جب نیت نیک ہو، خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور قربانی کر کے اُس میں سے غریب بھائیوں کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے دیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نے بھوکوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے، اس قربانی کے ظاہری چھلکے یا گوشت کا بھی ثواب دے دیتا ہے۔ ان امیر ملکوں میں رہنے والے، جن کو توفیق ہے، وہ جماعتی نظام کے تحت یا اپنے طور پر پاکستان اور غریب ملکوں میں بھی قربانی کیا کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ کیونکہ ایسے بھی ہیں جن کو مہینوں گوشت کھانے کو نہیں ملتا اور بعض دفعہ عید پر ہی کھا رہے ہوتے ہیں یا مہینے کے بعد کہیں کھاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس کی روح کا بھی ثواب دے رہا ہے اور اس کے چھلکے کا بھی ثواب دے رہا ہے۔ ظاہری طور پر بھی ثواب دے رہا ہے اور اس کی باطنی روح جو ہے اس کا بھی ثواب دے رہا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ‘‘ تو کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اس نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُسے احسان کرنے والوں میں شمار کر رہا ہے۔ مُحسِن کا مطلب دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا بھی ہے۔ مُحسن کا مطلب نیکیوں پر چلنے والا بھی ہے اور مُحسِن کا مطلب صاحبِ علم بھی ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ اُنہیں بشارت دے رہا ہے جو علم رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ تقویٰ قربانی کی روح ہے، نہ کہ ظاہری قربانی۔ اور اس علم کی وجہ سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارت پانے والے ہیں ہدایت پانے والے ہیں، اُس کے انعامات سے حصہ لینے والے ہیں۔

پس احسان اللہ تعالیٰ کا ہے، بندے کا نہیں کہ اس عمل پر جس کی تقویٰ پر بنیاد ہو، اللہ تعالیٰ بندے کو نواز رہا ہے۔ ہمیشہ ایک حقیقی مومن اپنے سامنے یہ چیز رکھتا ہے اور رکھنی چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر کوئی نیکی نیکی نہیں ہے۔ یہ صرف دکھاوا ہے اور دکھاوے کی نمازیں پڑھنے والوں کو بھی خدا تعالیٰ نے بڑی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ فرمایا فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ (الماعون:5) کہ نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور عبادت کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بتائی کہ عبادت کا مغز نماز ہے۔ یعنی سب عبادتوں کی معراج نماز ہے۔ آپ نے اپنی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ (سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء حدیث:3939) پس وہ نمازیں جو اس روح کے ساتھ پڑھی جائیں جس کا اُسوہ حسنہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تو یہ آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہیں، عبادت کا مغز بھی ہیں، مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے والی بھی ہیں۔ لیکن دوسری طرف اگر اس کے بغیر ہیں اور حقوق العباد کی نفی کرتی ہیں۔ ایک طرف نمازیں ہیں اور دوسری طرف لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے تو یہ تقویٰ کے بغیر ہیں اور یہی پھر ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس ہماری قربانیاں اور ہماری عبادتیں تقویٰ چاہتی ہیں، وہ معیار چاہتی ہیں یا اُن معیاروں کے حصول کی کوشش چاہتی ہیں جن کا اُسوہ ہمارے سامنے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر نہ عبادتیں کام کی ہیں، نہ قربانیاں کام کی ہیں۔ اس روح کو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام احکامات پر غور کر کے پھر اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ پس اس عید کو بھی ہمیں وہ عید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو، اُن محسنین میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جن کو اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ جن کی جھولیوں کو اپنے انعامات سے بھرتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ قربانی یا نیکی یا مُحسِنین میں شمار ہونا ایک دن کا کام نہیں ہے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (الصّٰفّٰت:103) یعنی اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے، وہی کچھ کر تو وہ صرف گردن پر چھری پھروانے پر رضا مندی دینا ہی نہیں تھا، اُس زمانے میں انسانی جانوں کی قربانی دی جاتی تھی یا لی جاتی تھی۔ اُس زمانے کے لحاظ سے یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ لوگ اور وہ بھی اُس زمانے کے لوگ اس قربانی پر یہی کہتے کہ ابراہیم نے اپنے لاڈلے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے کہنے پر قربان کر دیا اور بس۔ دنیا پھر بھول جاتی۔ لیکن اُن دونوں باپ بیٹے کو تقویٰ کا ادراک تھا اس لئے خواب کے حوالے سے باپ نے جب عندیہ لیا، تو اُس میں اُس تقویٰ کا حقیقی ادراک رکھنے والے بیٹے نے صرف یہ جواب نہیں دیا کہ اے ابّا! مَیں تیار ہوں۔ تُو میری گردن پر چھری پھیر دے۔ بلکہ جواب دیا۔ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ کہ جس بات کا بھی تجھے میرے بارے میں حکم ہے، وہ کر۔ چھری پھیرنے کا حکم ہے تو چھری پھیر دے۔ مجھ سے قربانیاں لیتے چلے جانے کا حکم ہے تو اُس کے لئے تیار ہوں۔ چھری پھروا کر جان دینے والوں کی مثالیں تو موجود ہیں، جیسا کہ میں نے کہا، اُس زمانے میں وہ قربانی لی جاتی تھی۔ بیٹا یہ جواب دیتا ہے کہ مَیں تو خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کو بھی تیار ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہی فرمایا کہ میں ایک وقتی قربانی نہیں مانگ رہا۔ گو باپ بیٹا اس کے لئے بخوشی تیار ہیں، مَیں تو مسلسل قربانیاں مانگ رہا ہوں، ایسی قربانیاں مانگ رہا ہوں جن کا تسلسل جاری رہے اور پھر وادیٔ غیر ذی زرع میں، بیابان جگہ پر یہ قربانیوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

پس یہ تقویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانیوں کا ایک سلسلہ جاری ہوا۔ یہ تقویٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنے تقوی کے معیار کو بلند کرتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مطمح نظر بنا لو۔ یہ اسماعیلی صفات ہیں جو آج کی عید ہمارے اندر پیدا کرنے آئی ہے، اور ان صفات کی معراج ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں خراجِ

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ۔ ان واقعات میں سبق بھی ہیں، نصائح بھی ہیں، تاریخ بھی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بھی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری زندگیوں میں بڑا مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ہماری زندگیاں سنوارنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے۔ صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے۔ اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اور مکمل طور پر ہمیں اپنی رضا پر چلائے، اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنا کردار ہم ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے، جماعت کے افراد سے خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/اکتوبر 2014ء بمطابق 24 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 14 نومبر 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ـ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ـ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ـ

دو دن ہوئے الفضل انٹرنیشنل کا تازہ شمارہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطاب کا ایک حصہ دیا ہوا تھا جس میں آپ نے اس وقت 1937ء میں یہ توجہ دلائی تھی کہ ابھی کئی صحابہ موجود ہیں اس لئے ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور کلمات جمع کروائے جائیں کیونکہ ایک زمانہ آئے گا جب بہت سے مسائل کے حل کے لئے ان باتوں کی بہت اہمیت ہو جائے گی۔ ایک مثال آپ نے بیان فرمائی کہ ایک نوجوان صحابی نے مجھے بتایا کہ انہیں صرف اتنا یاد ہے کہ مَیں جب بہت چھوٹا سا تھا تو ایک دن مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کچھ دیر آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا اور برابر کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ہاتھ علیحدہ کیا اور کسی کام میں مصروف ہو گئے۔

آپ لکھتے ہیں کہ اس نے تو یہی کہا کہ مجھے صرف اتنا یاد ہے۔ گو میں صحابی ہوں لیکن صرف مجھے اتنی بات یاد ہے۔ اب یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن آپ نے کہا کہ ان باتوں میں بھی بڑے نتائج نکلتے ہیں۔ مثلاً اس ایک چھوٹی سی بات سے ہی پتا چلتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو بھی بزرگوں کی مجالس میں جانا چاہئے۔ پھر یہ بھی کہ جب ضرورت محسوس ہو تو محبت سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ پکڑا رکھا ٹھیک ہے لیکن جب ضرورت محسوس ہوئی، کام کرنا تھا تو محبت سے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایسی باتیں بعض دفعہ بعد میں اٹھنے والے مسائل کا جواب ہوتی ہیں۔ پس ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق میں بیان کی ہے اس میں سبق ہوتا ہے کہ بچوں سے بھی محبت سے ہاتھ پکڑے رکھا، چھڑوایا نہیں۔ جب ضرورت ہوئی، کام کی ضرورت ہوئی، تو طریقے سے، محبت سے، پیار سے چھڑوا بھی لیا تا کہ بچے پر بُرا اثر بھی نہ پڑے۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 24 تا 30 اکتوبر 2014ء صفحہ 4، ماخوذ از انوار العلوم جلد 14 صفحہ 552 تا 555)

صحابہ کے واقعات تو پہلے بھی مَیں بیان کرتا رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے انداز میں بھی اپنے بعض واقعات بیان کئے یا جو آپ کے سامنے ہوئے جو آپ نے دیکھے وہ آپ بیان فرماتے رہے اور آپ کے مختلف خطابات اور خطبات میں یہ چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں سبق بھی ہیں۔ نصائح بھی ہیں۔ تاریخ بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت بھی ہے۔ اس کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ یہ سب باتیں ہماری زندگیوں میں بڑا مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ہماری زندگیاں سنوارنے والی ہیں۔ ہمارے ایک واقف زندگی حبیب الرحمن صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو مختلف جگہوں سے نکال کے جمع کریں۔ اچھی کوشش ہے لیکن بعض باتیں بغیر سیاق و سباق کے واضح نہیں ہو سکتیں کیونکہ انہوں نے صرف واقعات اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اس کے لئے کچھ اصول اور طریقے بنانے ہوں گے۔ بہرحال ایک خاص شکل دیئے جانے کے بعد جب یہ علیحدہ چھپ جائے گی تو امید ہے کہ ہمارے لٹریچر میں اچھا اضافہ ہو گا۔

اس وقت مَیں نے یہاں بیان کرنے کے لئے بعض باتیں اور واقعات لئے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنے ہیں یا آپ نے دوسروں کے واقعات اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں نصائح بھی ہیں اور بعض باتوں کی وضاحتیں بھی۔ چند ایک آج مَیں بیان کروں گا۔ کسی خاص موضوع پر نہیں بلکہ مختلف قسم کے واقعات ہیں اور آئندہ بھی حسب موقع بیان ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ خطبے میں اس لئے مَیں یہ واقعات بیان کرتا ہوں اور کروں گا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں خطبہ جمعہ جو ہے یہ سب سے زیادہ جماعت احمدیہ میں سنا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض مسائل حل کرنے میں یہ باتیں کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی تک یہ پہنچنا ضروری ہیں اور خطبہ ہی اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ایک کتّا ہمارے دروازے پر آیا اور مَیں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں صرف حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تھے۔ مَیں نے اس کتّے کو اشارہ کیا اور کہا کہ ٹیپو ٹیپو ٹیپو۔ حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر آئے اور فرمایا ''تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتّوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتّے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا''۔ لکھتے ہیں کہ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہو گئی اور مَیں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نام کو اتنی برکت بخشی کہ خدا تعالیٰ کا زمانے کا مامور اس کی قدر کرتا ہے اور اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔

(الفضل ربوہ یکم اپریل 1958ء صفحہ 3 جلد 47 نمبر 76)

اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا امتیاز برداشت کرنا حلم کی تعریف میں داخل نہیں وہاں حضرت صاحب کی بے پناہ دینی اور قومی حمیّت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ بچہ جو آپ کے نہایت محنت سے لکھے ہوئے قیمتی مسودات کو جن پر خدا جانے کتنے گھنٹوں یا راتوں کی محنت آپ نے صرف فرمائی ہو گی، آن واحد میں تیلی دکھا کر خاکستر کر دیتا ہے اس کا یہ فعل تو آپ برداشت فرما لیتے ہیں اور اس تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے جو اس کے نتیجے میں دوبارہ آپ کو اٹھانی پڑی۔

(ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 78 شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

یہ واقعہ جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے جب آپ چھوٹے بچے تھے اور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب جو آپ تصنیف فرما رہے تھے، اس کا جو مسودہ لکھا ہوا تھا اس سارے کے سارے کو آ کے آگ لگا دی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر کچھ نہیں کہا۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ صفحہ 21-20 پبلشر ابو الفضل محمود قادیان)

تو آپ یہی فرما رہے ہیں کہ اس کو تو برداشت کر لیا جو آپ کی اتنی محنت تھی لیکن یہ برداشت نہیں ہوا کہ ایک قومی لیڈر جو ہے اس کی ذرا سی بھی ہتک کی جائے۔ فرماتے ہیں لیکن ایک مسلمان سلطان جو قومی حمیّت میں شہید ہوا اور جس کے ساتھ آپ کا اسلام کے سوا کوئی اور رشتہ نہ تھا اس کے نام کو ایک بچے کا لاعلمی کی بِنا پر بھی اس رنگ میں لینا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو آپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق

ہے جو حضرت صاحب پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔ قومی حمیّت سے لبریز وہ دل جو سلطان فتح علی ٹیپو کی محض اس لئے انتہائی عزت کرتا تھا کہ انگریز کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اس نے اپنی زندگی مردانہ وار نثار کر دی۔ کیسے ممکن ہے کہ ایسے غیور انسان کے متعلق کسی غیر قوم کے ایجنٹ ہونے کا واہمہ تک بھی دل میں لایا جائے۔ (ماخوذ از سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ 78 شائع کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

پھر ایک جگہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ’’میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ مَیں اس وقت بالغ نہیں ہوا تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ (چھوٹا تھا۔ بچہ تھا۔) تاہم مَیں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آ رہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا۔ آپ واپس آ رہے ہیں۔ کیا نماز ہوگئی ہے؟ تو انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں۔ مسجد میں جگہ نہیں تھی۔ مَیں واپس آ گیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب ان کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ مَیں خود تو مسجد میں گیا نہیں تھا۔ معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے اس کی بات سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی۔ مَیں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا کہ مسجد میں جگہ نہیں۔ مجھے فکر یہ ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے، دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ مَیں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا کہ ہاں حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ میں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی۔ خدا نے میری بریّت کے لئے یہ سامان کر دیا کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی اس کی تصدیق کرا دی یا فی الواقعہ اس دن غیر معمولی طور پر زیادہ لوگ آئے تھے۔ بہر حال یہ ایک واقعہ ہوا ہے جس کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا‘‘۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 164-163)

پھر آپ اپنے بچپن کا ایک ہلکا پھلکا واقعہ اپنی تحریر کے بارے میں اور تعلیم کے بارے میں بھی بیان فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ’’میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپ چونکہ طبیب بھی تھے اور اس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اس قابل نہیں کہ مَیں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اس لئے آپ کا طریق تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے۔ میاں میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں میری آنکھ میں سخت کُکرے پڑ گئے تھے اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دکھتی رہیں اور ایسی شدید تکلیف کُکروں کی وجہ سے پیدا ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپ نے کتنے روزے رکھے۔ بہر حال تین یا سات روزے آپ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لئے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو (مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس وقت) یکدم میں نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اس بیماری کی شدت اور اس کے متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا پہچانا ہوا ہو تو مَیں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آ سکتی۔ صرف دائیں آنکھ کام کرتی ہے مگر اس میں بھی ککرے پڑ گئے اور وہ ایسے شدید ہو گئے کہ کئی کئی راتیں مَیں جاگ کر کاٹا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اس کی مرضی پر ہوگی‘‘۔ (اب یہ دیکھیں اس میں پیشگوئی حضرت مصلح موعود کا بھی ایک پہلو نکلتا ہے کہ باوجود سب کچھ کے، اس بیماری کے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا ’علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘، وہ بھی کس طرح اللہ تعالیٰ نے پُر کیا ہے۔ آپ نے ایک جگہ لکھا ہوا ہے کہ میں نے لاکھوں کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ اور بڑی جلدی پڑھ لیا کرتے تھے۔) بہر حال فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے۔ اگر نہ پڑھے تو اس پر زور نہ دیا جائے کیونکہ اس کی صحت اس قابل نہیں کہ یہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ تم قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولوی صاحب سے (یعنی حضرت خلیفہ اول سے) پڑھ لو۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے اِسی سال ہمارے ساتھ ملنے کی توفیق عطا فرمائی ہے (یہ پہلے کچھ عرصے کے لئے غیر مبائع میں علیحدہ ہو گئے تھے۔) تو فرماتے ہیں کہ وہ ہمارے حساب کے استاد تھے اور لڑکوں کو سمجھانے کے لئے بورڈ پر سوالات حل کیا کرتے تھے لیکن مجھے اپنی نظر کی کمزوری کی وجہ سے بورڈ دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ جتنی دُور بورڈ تھا اتنی دور تک میری بینائی کام نہیں کر سکتی تھی۔ پھر زیادہ دیر تک مَیں بورڈ کی طرف یوں بھی دیکھ نہیں سکتا تھا کیونکہ نظر تھک جاتی تھی۔ اس وجہ سے مَیں کلاس میں بیٹھنا فضول سمجھا کرتا تھا۔ کبھی جی چاہتا تو چلا جاتا اور کبھی نہ جاتا۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسے میں آ جاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ شکایت کی تو مَیں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس قدر ناراض ہوں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا کہ (ماسٹر فقیر اللہ صاحب!) آپ کی بڑی مہربانی ہے جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے آپ کی بات سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے نہ آئے کوئی بات نہیں۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ نے کون سا حساب سیکھا تھا۔ اگر یہ مدرسے میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے‘‘۔ حساب کی بھی بات بتا دوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد میں حساب ایسا تھا کہ تقریر کے دوران ہی لاکھوں کی ضربیں تقسیمیں کر کے حساب سامنے رکھ دیا کرتے تھے۔

بہر حال فرماتے ہیں کہ ’’یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آ گئے۔ مَیں نے اس نرمی سے اَور بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور پھر مدرسے میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ کبھی مہینے میں ایک آدھ دفعہ چلا جاتا تو اور بات تھی۔ غرض اس رنگ میں میری تعلیم ہوئی اور مَیں درحقیقت مجبور بھی تھا کیونکہ بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا اور چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا رہا۔ (جگر کی خرابی کے لئے یہ علاج بھی اچھا ہے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی)۔ پھر اس کے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی تھی‘‘۔ اس کے لئے بھی علاج ہوتا تھا۔ اور پھر آنکھوں کے کُکرے۔ کافی بیماریاں تھیں۔ پھر اس کے ساتھ بخار بھی شروع ہو جاتا تھا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا تھا۔ تو کہتے ہیں ’’میری پڑھائی کے متعلق بزرگوں کا فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھ لے اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ ان حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا۔ ایک دفعہ ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا۔ مَیں اب بھی بہت بدخط ہوں۔ (لکھائی اچھی نہیں۔) مگر اس زمانے میں میرا اتنا بدخط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا کہ مَیں نے کیا لکھا ہے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ پتا لگائیں میں نے کیا لکھا ہے مگر انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ ان کی طبیعت بڑی تیز تھی۔ غصے میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ مَیں بھی اتفاقاً اس وقت گھر میں ہی تھا۔ ہم تو پہلے ہی ان کی طبیعت سے ڈرا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچے تو اَور بھی ڈر پیدا ہوا کہ اب نامعلوم کیا ہو۔ خیر میر صاحب آ گئے اور حضرت صاحب سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ میں نے اس کا اردو کا امتحان لیا۔ آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں۔ اس کا اتنا بُرا خط ہے کہ کوئی بھی یہ خط نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اسی جوش کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ کہنے لگے کہ آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب میر صاحب کو اس طرح جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا۔ ’’بلاؤ حضرت مولوی صاحب کو‘‘۔ جب آپ کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو آپ ہمیشہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلا لیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ آپ تشریف لائے

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Courtesy:
ALLADIN BUILDERS
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

اور حسب معمول سر نیچا ڈال کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے سر اٹھا کر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ’’مولوی صاحب! مَیں نے آپ کو اس غرض کے لئے بلایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا امتحان لے لیا جائے‘‘۔ یہ کہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر میں ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اس کو نقل کرو۔ بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیا۔ مَیں نے بڑی احتیاط سے اور سوچ سمجھ کر نقل کر دیا۔ اول تو وہ عبارت کوئی زیادہ لمبی نہیں تھی۔ دوسرے مَیں نے صرف نقل کرنا تھا اور نقل کرنے میں تو اور بھی زیادہ آسانی ہوتی ہے کیونکہ اصل چیز سامنے ہوتی ہے۔ پھر مَیں نے آہستہ آہستہ نقل کیا۔ الف اور باء وغیرہ احتیاط سے ڈالے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے۔ مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی میری تائید میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے حضور! میر صاحب کو یونہی جوش آ گیا ہے ورنہ خط تو اچھا بھلا ہے۔

لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اوّل نے پھر مجھے کہا کہ میاں مجھ سے بخاری تو پوری پڑھ لو۔ دراصل میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب سے قرآن اور بخاری پڑھ لو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی مَیں نے آپ سے قرآن اور بخاری پڑھنی شروع کر دی تھی گو ناغے ہوتے رہے۔ اسی طرح طب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت کے ماتحت مَیں نے آپ سے شروع کر دی تھی۔

(ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 565 تا 569)

پھر جب آپ نے تشحیذ الاذہان رسالہ جاری فرمایا تو اس کے بارے میں حضرت خلیفہ اول کا کیا کیا سلوک تھا۔ کیا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ’’عرصہ ہوا کہ جبکہ پہلے پہل میں نے چند ایک دوستوں کے ساتھ مل کر رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا۔ اس رسالے کو روشناس کرانے کے لئے جو مضمون میں نے لکھا جس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے تھے وہ جب شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس کی خاص تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حضور اسے ضرور پڑھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد مبارک میں وہ رسالہ منگوایا اور غالباً مولوی محمد علی صاحب سے وہ مضمون پڑھوا کر سنا اور تعریف کی۔ لیکن اس کے بعد جب مَیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر میرا دل خوش نہیں ہوا۔ اور فرمایا کہ ہمارے وطن میں ایک مثل مشہور ہے کہ اونٹ چالی اور ٹوڈا بتالی۔ اور تم نے یہ مثل پوری نہیں کی۔ میں تو اتنی پنجابی نہیں جانتا تھا کہ مطلب سمجھ سکتا۔ اس لئے میرے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ شاید تم نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ یہ ہمارے علاقے کی ایک مثال ہے۔ کوئی شخص اونٹ بیچ رہا تھا اور ساتھ اونٹ کا بچہ بھی تھا جسے اُس علاقے میں ٹوڈا کہتے ہیں۔ کسی نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپے ہے مگر ٹوڈے کی بیالیس روپے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ تو اس نے کہا کہ ٹوڈا اونٹ بھی ہے اور بچہ بھی۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل نے خلیفہ ثانی کو فرمایا کہ تمہارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی۔ آپ نے جب یہ تصنیف کی تو اس وقت آپ کے سامنے کوئی اسلامی لٹریچر موجود نہ تھا مگر تمہارے سامنے یہ موجود تھی اور امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ماموریں سے بڑھ کر علم تو کوئی کیا لا سکتا ہے سوائے اس کے کہ ان کے پوشیدہ خزانوں کو نکال نکال کر پیش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ بعد میں آنے والی نسلوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ گزشتہ بنیاد کو اونچا کرتے رہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے آئندہ نسلیں اگر ذہنوں میں رکھیں تو خود بھی برکات اور فضل حاصل کر سکتی ہیں۔ اور قوم کے لئے بھی برکات اور فضلوں کا موجب ہو سکتی ہیں مگر اپنے آباء سے آگے بڑھنے کی کوشش نیک باتوں میں ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ چور کا بچہ ہو تو وہ چوری شروع کر دے۔ نمازی آدمی کی اولاد کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر نمازی بنے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل قادیان مؤرخہ 26 فروری 1931ء صفحہ 9 نمبر 99 جلد 18۔ ماخوذ از خطبات محمود جلد سوم صفحہ 457-456)

قرآن کریم کی عظمت کے بارے میں ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ ’’مجھے بھی اپنے بچپن کی ایک جہالت یاد ہے۔ جب مَیں چھوٹا بچہ تھا تو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس میں بعض دشمن آتے اور آپ پر اعتراض کرتے تو چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت سادگی سے بات کرتے تھے۔ بعض دفعہ مجھے یہ وہم ہوتا تھا کہ شاید آپ اس شخص کی چالاکی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ مگر جب دشمن مخالفت میں بڑھ جاتا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی آسمانی طاقت نے آپ پر قبضہ کر لیا ہے اور آپ اس شان سے جواب دیتے کہ مجلس پر سنّاٹا چھا جاتا تھا۔ ایسی ہی بیوقوفی ان لوگوں کی ہے جو اس وقت کہ جب کوئی شخص قرآن شریف پر اعتراض کرے تو کہتے ہیں چُپ ہو جاؤ ورنہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ (عام طور پر غیروں سے، مولویوں سے بات کریں تو یہی کہتے ہیں کہ باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ نئی بیعتیں کرنے والے کئی لوگ ہیں جو یہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ سمجھ نہیں آیا تو مولوی کہتے ہیں کہ تمہیں سمجھ نہیں آ سکتا اس لئے چُپ کر جاؤ۔ نہیں تو ایمان ضائع ہو جائے گا)۔ حالانکہ یہ فضول بات ہے۔ چاہئے تو یہ کہ قرآن شریف پر جو اعتراض ہو ان کے جوابات ایسے دیئے جائیں کہ دشمن بھی ان کی صداقت کو مان جائے۔ نہ یہ کہ اعتراض کرنے والے کو اعتراض کرنے سے منع کر دیا جائے اور شکوک کو اس کے دل میں رہنے دیا جائے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بات خوب یاد ہے۔ میں نے کئی دفعہ اپنے کانوں سے آپ کے منہ سے یہ بات سنی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا میں سارے (حضرت) ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے لوگ ہوتے تو اتنے بڑے قرآن شریف کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف بسم اللہ کی ’’ب‘‘ کافی تھی۔ قرآن کریم کا اتنا پُر معارف کلام جو نازل ہوا ہے یہ ابوجہل کی وجہ سے ہے۔ اگر ابوجہل جیسے انسان نہ ہوتے تو اتنے مفصّل قرآن شریف کی ضرورت نہ تھی۔ غرض قرآن کریم تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر جتنے اعتراضات ہوں گے اتنی ہی اس کلام کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔ پس یہ ڈر کہ اعتراض مضبوط ہو گا تو اس کا جواب کس طرح دیا جائے گا ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ کیا خدا کے کلام نے ہمارے ایمان کی حفاظت کرنی ہے یا ہم نے خدا کے کلام کی حفاظت کرنی ہے؟ وہ کلام جس کو اپنے بچاؤ کے لئے انسان کی ضرورت ہے وہ جھوٹا کلام ہے اور چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ ہمارے کام کا نہیں۔ ہمارے کام کا وہی قرآن شریف ہے جس کی حفاظت کے لئے کسی انسان کی ضرورت نہ ہو بلکہ اس کا محافظ خدا ہو اور اس پر جو اعتراض ہو وہ خود اس کو دُور کرے اور اپنی عظمت آپ ظاہر کرے۔ ہمارا قرآن کریم ایسا ہی ہے‘‘۔

(قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق تاکید۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 160)

پھر نفس کی کمزوری کا محاسبہ کس طرح ہونا چاہئے۔ یعنی کہ اپنے نفس پر آپ کو کنٹرول ہونا چاہئے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ لاہور کی ایک گلی میں ایک شخص نے آپ کو دھکا دیا۔ آپ گر گئے جس سے آپ کے ساتھی جوش میں آ گئے اور قریب تھا کہ اسے مارتے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنے جوش میں سچائی کی حمایت میں ایسا کیا ہے۔ اسے کچھ نہ کہو۔ پس انبیاء اپنے نفس کے سوال کی وجہ سے نہیں بولتے بلکہ خدا کی عزت کے قیام کے لئے بولتے ہیں۔ تو یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی بھی ایسا ہی کرتے ہیں (جس طرح عام لوگ کرتے ہیں)۔ ان میں اور عام لوگوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ وہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور عام لوگ اپنے لئے کرتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت معاویہ کی نماز کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے ایک مرتبہ فجر کی نماز قضاء ہو گئی لیکن وہ اس غلطی کے نتیجے میں نیچے نہیں گرے بلکہ ترقی کی۔ پس جو گناہ کا احساس کرتا ہے وہ گناہ سے بچتا ہے۔ جب گناہ کا احساس نہیں رہتا تو انسان معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پس مومن کو اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پر غور کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ وہ خطرات سے محفوظ نہیں ہوا۔ صرف اسی وقت محفوظ ہو سکتا ہے کہ جب خدا کی آواز اسے کہہ دے۔ پس انسان کو اپنے نفس کی کمزوری کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کے لئے روحانیت کے راستے کھل جاتے ہیں۔ جو ایسا نہیں کرتا اس کے لئے روحانیت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور ایسا انسان گمراہ ہو جاتا ہے‘‘۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 142-141)

مخالفت جو جماعت کی ہوتی ہے، نبی کی ہوتی ہے، یہ ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دفعہ ہم نے ایک واقعہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن جب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان میں سے سعید روحیں ہماری طرف آ جائیں گی۔ لیکن جب نہ تو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں اور بالکل خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لئے تکلیف دِہ ہوتی ہے۔ آپ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ نبی کی مثال اُس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کچھ پاگل سی تھی اور شہر کے بچے اسے چھیڑا کرتے

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

تھے اور وہ انہیں گالیاں اور بددعائیں دیا کرتی تھی۔ آخر بچوں کے ماں باپ نے تجویز کی کہ بچوں کو روکا جائے کہ وہ بڑھیا کو دِق نہ کیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے بچوں کو سمجھایا۔ مگر بچے تو بچے تھے وہ کب باز آنے والے تھے۔ یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر بچوں کے والدین نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور دروازوں کو بند رکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور دو تین دن تک بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا۔ اس بڑھیا نے جب دیکھا کہ اب بچے اسے تنگ نہیں کرتے تو وہ گھر گھر جاتی اور کہتی کہ تمہارا بچہ کہاں گیا ہے؟ کیا اسے سانپ نے ڈس لیا ہے؟ کیا وہ ہیضے سے مر گیا ہے؟ کیا اس پر چھت گر پڑی ہے؟ کیا اس پر بجلی گر گئی ہے؟ غرض وہ ہر دروازے پر جاتی اور قسم قسم کی باتیں کرتی۔ آخر لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا نے تو پہلے سے بھی زیادہ گالیاں اور بددعائیں دینا شروع کر دی ہیں۔ اس لئے بچوں کو بند رکھنے کا کیا فائدہ۔ انہوں نے بچوں کو چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہی حالت نبی کی ہوتی ہے۔ جب مخالفت تیز ہوتی ہے تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے۔ اور جب مخالف چُپ کر جاتے ہیں تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو لوگوں کی توجہ الٰہی سلسلے کی طرف نہیں ہوسکتی"۔ (ماخوذ از رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام اہم واقعات......انوار العلوم جلد 19 صفحہ 152)

نبی کی طرف سے گالیاں تو نہیں آتیں۔ نبی کی طرف سے تو ہر صورت میں دعائیں ملتی ہیں۔ لیکن مخالفت جب تیز ہوتی ہے تو مخالفین کے لئے بھی دعائیں ہوتی ہیں تا کہ ان میں سے سعید روحیں پھر حق کو قبول بھی کر لیں۔

پھر مخالفت ترقی کا ذریعہ ہے۔ اس بارے میں کہتے ہیں کہ "ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ وہ شاعر بھی تھے اور بڑے مشہور ادیب بھی تھے۔ نواب صاحب رام پور نے انہیں اردو محاورات کی لغت لکھنے پر مقرر کیا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ نواب صاحب رام پور کے پاس مشہور شاعر مینائی کے مسودات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اردو کی ایک بڑی بھاری لغت لکھی ہوئی تھی مگر ابھی اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ نواب صاحب وفات پا گئے۔ (ان کے جانشین) نواب صاحب رام پور نے وہ مسودات مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ تم انہیں مکمل کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ رام پور میں تو ہماری بڑی مخالفت ہے اور آپ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی توجہ کیسے ہوئی؟ وہ کہنے لگے کہ مجھے کسی نے درّثمین دی تھی۔ مَیں چونکہ خود شاعر ہوں۔ میں نے آپ کا کلام پڑھا جس کی وجہ سے میں بہت متأثر ہوا کیونکہ اس میں محبت رسول بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وہاں آئے اور انہوں نے ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب اسلام کے سخت دشمن ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ مَیں نے ان کی تقریر سن کر سمجھا کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں ورنہ ان مولوی صاحب کو آپ کے متعلق اتنا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس شخص کے اندر اس قدر محبت رسول ہے کہ اس کا کلام اس سے بھرا پڑا ہے اس کے متعلق اگر کوئی مولوی کہتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن ہے تو وہ مولوی یقیناً جھوٹا ہے۔ اور جس شخص پر وہ ہتک رسول کا الزام لگاتا ہے وہ سچا ہے۔ ورنہ اس تقریر کرنے والے کو جھوٹے دلائل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سچی بات کہتا کہ اگرچہ اس شخص نے درّثمین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تعریف کی ہے، خدا تعالیٰ کی بڑی تعریف کی ہے مگر ہے جھوٹا۔ اگر وہ ایسا کہتا تو پھر کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن اس نے سچائی کو بالکل ترک کر دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بدگوئی کرتا ہے۔ میں نے اس کی تقریر سنی تو فوراً سمجھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں اور مَیں آپ کی بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات دشمن تو یہ کوشش کرتا ہے کہ مومنوں کے خلاف لوگوں میں جوش پیدا کرے لیکن بجائے جوش ابھرنے کے وہ بات مومنوں کے حق میں مفید ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کا ایک پرانا، شروع کا، ابتدائی زمانے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "گجرات کے ضلع میں چک سکندر کے قریب بھاؤ گھسیٹ پور ایک گاؤں ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں چند نہایت ہی مخلص بھائی رہا کرتے تھے"۔ لکھتے ہیں کہ "مَیں اس وقت چھوٹا تھا مگر مجھے خوب یاد ہے کہ وہ بڑے شوق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں آ کر بیٹھا کرتے تھے اور بڑے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک سالے تھے (یعنی بیوی کے بھائی) جن کا نام علی شیر تھا۔ (یہ پہلی بیوی کے بھائی تھے۔) چونکہ خدائی منشاء اور اس کے احکام کے ماتحت آپ نے حضرت ام المومنین سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے آپ کی پہلی بیوی کے رشتہ دار آپ سے مخالفت رکھنے لگ گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی ایک بہت ہی نیک عورت تھیں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ ہم سے اتنی محبت کرتی تھیں کہ کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ "ماں سے زیادہ چاہے پھپھے کٹنی کہلائے"۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم بچپن میں یہی سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے ماں سے بھی زیادہ پیار کرتی ہیں"۔ (اس لئے لوگوں کی یہ جو غلط فہمیاں ہیں ناں کہ پہلی بیوی سے تعلق نہیں تھا وہ بھی غلط ہے۔) لکھتے ہیں کہ "ہماری بڑی بہن عصمت جب فوت ہوئیں تو ان دنوں چونکہ محمدی بیگم کی پیشگوئی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتے داروں نے ایک مخالفانہ اشتہار شائع کیا تھا اس لئے ہمارے اور ان کے درمیان کے گھر کا جو دروازہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بند کروا دیا تھا۔ حضرت ام المومنین نے سنایا کہ جب عصمت بیمار ہوئی اور اس کی حالت نازک ہوگئی تو جس طرح ذبح ہوتے وقت مرغی تڑپتی ہے وہ تڑپتی تھی۔ (یعنی بچی تڑپتی تھی، بچی بے چین ہوتی تھی) اور بار بار کہتی تھی کہ میری امّاں کو بلا دو۔ (یعنی بڑی والدہ کو۔) چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئیں اور انہوں نے عصمت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تو اسے آرام اور سکون حاصل ہوا اور تب اس کی جان نکلی۔ غرض وہ بہت ہی نیک عورت تھیں اور ان کو اپنی سوکن کے بچوں سے بہت زیادہ محبت تھی۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وہ بڑی محبت رکھتی تھیں اور آپ کی بڑی قدر کرتی تھیں اور آپ کے متعلق کسی سے بھی کوئی بری بات نہیں سن سکتی تھیں۔ مگر ان کے بھائی بڑے متعصب تھے اور وہ آنے والے احمدیوں کو ورغلاتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میں تو اس کا بھائی اور رشتہ دار ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس نے صرف ایک دکان کھول رکھی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہ صرف دکان کھولی ہے اور کچھ نہیں ہے نبوت کا ڈھکونسلا ہے۔ یہ باتیں سن کے) کمزور لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا کہ بھائی جب یہ باتیں کہہ رہا ہے تو ٹھیک ہی ہوں گی۔ ایک دفعہ تحصیل کھاریاں کے یہی پانچوں بھائی جن کا پہلے شروع میں ذکر ہوا ہے، قادیان آئے۔ اس وقت تک ابھی بہشتی مقبرہ نہیں بنا تھا۔ یہ اس سے بہت پہلے کی بات ہے۔ اس زمانے میں جو لوگ قادیان آیا کرتے تھے انہوں نے متبرک مقامات کی زیارت کے لئے یا تو مسجد مبارک میں چلے جانا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی مجلس میں چلے جانا یا پھر ہمارے دادا کے باغ میں چلے جانا۔ وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا باغ ہے اس لئے یہ بھی متبرک جگہ ہے۔ اس باغ کے رستے میں وہ جگہ تھی جہاں محلہ دارالضعفاء بنا تھا۔ اس محلے کے بننے سے پہلے یہ زمین علی شیر صاحب کے پاس تھی (یعنی یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کے بھائی تھے) اور وہ اس میں شوق سے باغیچہ لگایا کرتے تھے۔ ایک لمبی سی سیخ انہوں نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہوتی تھی۔ داڑھی بھی بڑی لمبی تھی مگر سلسلے کے سخت دشمن تھے اور ہمیشہ اس تاڑ میں رہتے تھے کہ کوئی احمدی ملے تو اسے ورغلاؤں۔ ایک دفعہ یہ پانچوں بھائی قادیان آئے (جیسا کہ ذکر ہوا ہے) اور باغ دیکھنے کے لئے چل پڑے۔ ان میں سے ایک بھائی تیز تیز قدم اٹھائے ہوئے سب سے آگے جا رہا تھا۔ مرزا علی شیر نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ باہر کے آدمی ہیں اور انہوں نے زور سے آواز دی کہ بھائی صاحب ذرا میری بات سننا۔ اس آواز پر وہ آ گئے۔ مرزا علی شیر نے ان سے کہا کہ آپ یہاں کس طرح آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا تھا کہ مرزا صاحب نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے یہاں ہم ان کی زیارت کے لئے آئے ہیں کیونکہ ہمیں وہ اپنے دعویٰ میں سچے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تم اس کے دھوکے میں کس طرح آ گئے۔ تم نہیں جانتے یہ تو اس شخص نے اپنی روزی کمانے کے لئے ایک دکان کھول رکھی ہے۔ یہ میرا بھائی ہے اور مَیں اس کے حالات کو خوب جانتا ہوں۔ تم تو باہر کے رہنے والے ہو۔ تمہیں اصل حالات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ تم اس کے دھوکے میں نہ آنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ احمدی دوست مرزا علی شیر کی یہ بات سن کر بڑے شوق سے آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ذرا دست پنجہ تو لیں۔ (یعنی مصافحہ کریں۔ اپنا ہاتھ پکڑائیں۔) تو علی شیر نے سمجھا کہ میری باتوں کا اس پر اثر ہو گیا ہے اور میری بزرگی کا یہ قائل ہو گیا ہے کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ باتیں بھی کرتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ سبحان اللہ اور استغفر اللہ بھی کہتے جاتے تھے۔ تو علی شیر نے بڑے شوق سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور سمجھا کہ آج ایک اچھا شکار میرے قابو آ گیا ہے۔ تو بھائیوں میں سے یہ جو ایک احمدی بھائی آگے تھے، انہوں نے زور سے ان کا ہاتھ پکڑا اور باقی چاروں بھائیوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں کہ جلدی آنا ایک ضروری کام ہے۔ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ہمارے ماموں نے سمجھا کہ اس پر میری بات کا اثر ہو گیا ہے اور اب یہ اپنے بھائیوں کو اس لئے بلا رہا ہے کہ انہیں بتائے کہ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے اور وہ اپنے دل میں بڑے خوش ہوئے کہ آج میرا حربہ کارگر ہوا ہے۔ مگر جب ان کے بھائی وہاں پہنچ گئے۔ پانچوں بھائی اکٹھے ہو گئے تو جو پہلے بھائی آئے ہوئے تھے کہنے لگے ہم قرآن اور حدیث میں پڑھا کرتے تھے کہ دنیا میں ایک شیطان ہوا کرتا ہے مگر وہ ہمیں ملتا نہیں تھا۔ آج حسن اتفاق سے ہمیں شیطان مل گیا ہے (جو ورغلا رہا ہے۔)

نیواشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔" (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیما پوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

(ماخوذ از الفضل ربوہ 31 اگست 1956 صفحہ 6-5 نمبر 204 جلد 45/10)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی دریا کی طرح ہوتے ہیں اور دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے تو اس میں کیا کمی آ سکتی ہے۔ مگر بندہ ہی ایسا بدقسمت ہے کہ وہ خود خدا کے انعامات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور ان کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھ کر اس کا انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں‘‘۔ پھر لکھتے ہیں کہ ’’حضرت باوا نانکؒ کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے ہماری دکانداری خراب کر دی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکمّا پیدا ہوا ہے۔ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آ جائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اس کے نام پر جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور ان میں کئی کروڑ پتی موجود ہیں تو وہ حیران رہ جائیں۔ مگر لوگ بیوقوفی سے سمجھ لیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا آدمی ہے اسے ہم نے مان کر کیا کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے ہی آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کے نام پر مر مٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’اسی طرح قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی، نہ ڈاکخانہ تھا، نہ کوئی دینی یا دنیوی علوم کا مدرسہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی دنیاوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی۔ اس لئے جب آپ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہو سکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آ سکتا ہے۔ اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور، امرتسر یا اس طرح کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہئے تھے۔ غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپ کے دعویٰ کو سن کر آپ کی زیارت کے لئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے ان کو بھی روکا جاتا تھا۔ اگر وہ نہ رکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘‘۔ یہ الہام آپ کو اس وقت ہوا جب آپ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا۔ پھر یہ الہام ہوا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ اس زمانے میں مخالفت کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نوکر پِیرا نامی تھا جو اتنا بیوقوف تھا کہ وہ سالن میں مٹی کا تیل ملا کر پی جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی کسی کام کے لئے اسے بٹالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو اہلحدیث کے لیڈر مانے جاتے تھے اور بڑے بھاری مولوی سمجھے جاتے تھے۔ ان کا کام ہی یہی تھا کہ وہ ہر اس شخص کو جو بٹالہ سے قادیان آنے والا ہوتا تھا ملتے اور کہتے کہ اس شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے دکان بنائی ہوئی ہے اور جھوٹا ہے۔ تم قادیان جا کر کیا کرو گے۔ مگر اس کے باوجود لوگ قادیان آ جایا کرتے تھے اور مولوی صاحب کے روکنے سے نہ رکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا پِیرا ہی مل گیا۔ اس کے پاس جا کر کہنے لگے کہ پِیرے! تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہئے۔ کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے۔ وہ بیچارہ ان کی اس قسم کی باتیں نہ سمجھ سکا۔ لیکن اس نے اتنا ضرور سمجھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب مولوی صاحب ساری بات کر چکے تو کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو بالکل جاہل ہوں اور اس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب برے ہیں۔ مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالہ میں چکّر لگا لگا کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ آپ کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بندے شروع میں چھوٹے ہی نظر آتے ہیں اور دنیا کے ظاہر بین لوگ انہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھا گیا۔ مگر آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے، (حضرت مصلح موعود اس وقت لکھ رہے ہیں کہ) ہماری جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے‘‘۔ (اور اب تو اللہ کے فضل سے اور بھی زیادہ پھیل چکی ہے۔) ’’کجا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ سالانہ پر سات سو آدمی آئے تھے‘‘ (اور جمعہ کے خطبہ میں حضرت مصلح موعود یہ ذکر کر رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ میں اس وقت چار ہزار سے بھی زیادہ لوگ شامل ہوئے ہیں۔ اور آج تو دنیا کے اس خطے میں بھی اس وقت اس مسجد میں بھی پانچ چھ ہزار لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے ہوں گے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’آپ کے زمانے میں ہندوستان کی ساری قوموں نے آپ کے خلاف شور مچایا اور شدید مخالفت کی مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہندوستان میں بھی ہمارے سلسلے نے ترقی کی اور بیرونی ممالک میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں۔ چنانچہ آج ہمارے مشن دنیا کے تمام ممالک میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، چین، جاپان، جاوا، سماٹرا اور یورپ کے تمام ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور تبلیغ کا کام جاری ہے۔ افریقہ کے حبشی تعلیم پا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے شرک کرنے والے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ ایک نیا ایمان پیدا کر دیا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں ....‘‘۔ پھر فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت کے ایک معزز شخص صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سن کر پہنچے۔) وہ حج کے لئے گھر سے نکلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سن کر قادیان آ گئے اور بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے ان کو سنگساری کی سزا دی۔ صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے۔ لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدے کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی۔ آخر بادشاہ نے ان کو زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا اور نہایت بے رحمی سے شہید کیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ سنگساری سے پہلے ایک وزیر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بیشک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا مَیں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پس ان کو شہید کر دیا گیا مگر ان کے شہید ہونے کے تھوڑے عرصے بعد ہی افغانستان میں ہیضہ پھوٹا اور ہزاروں لوگ مر گئے۔ (اور اب تک دیکھیں وہ تباہی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ ملک میں سخت طاعون پھوٹے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کا لقمہ بن گئے۔ مگر اس طاعون کے وقت بھی باوجودیکہ طاعون کا پھوٹنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تائید میں تھا آپ نے مجسم رحم بن کر خدا کے حضور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے نہایت گڑگڑا کر دعائیں کیں اور اس قدر گریہ وزاری کی کہ مولوی عبدالکریم صاحب جو مسجد مبارک کے اوپر کے حصے میں رہتے تھے، فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی اور وہ آواز اتنی دردناک تھی جیسے کوئی عورت دردِ زِہ کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر خدا کے حضور میں دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تیرے سارے بندے مر گئے تو مجھ پر ایمان کون لائے گا۔ یہ چیز بھی آپ کی صداقت کے لئے نہایت زبردست دلیل ہے۔ آپ ہی کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے طاعون بھیجی اور آپ کے دل میں ہی رحم آ گیا اور دعائیں شروع کر دیں‘‘۔ یہ ہوتا ہے نبی کا رحم کا معیار۔

(ماخوذ از ’خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے‘۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 510 تا 514)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے۔ صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے۔ اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اور مکمل طور پر ہمیں اپنی رضا پر چلائے، اس کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں سے، جماعت کے افراد سے خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

❁❁

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007.ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

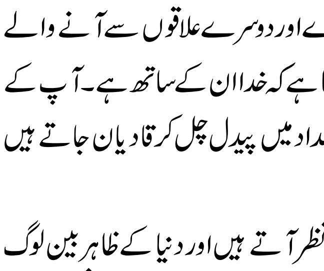
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بقیہ خطاب عیدالاضحیہ از صفحہ نمبر 2

تحسین پیش کیا کہ فرمایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:163) تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ پس یہ وہ مقام ہے جو ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ باقی جیسا کہ مَیں نے کہا ظاہری طور پر بھی اس قربانی کو کیا جاتا ہے۔ بھیڑیں بکریاں، گائیں، بھینسیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور ہر اُس مسلمان کو یہ ظاہری قربانی کرنے کا بھی حکم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جانوروں کی قربانی کا یہ اُسوہ خود بھی پیش فرمایا۔ پس اس کو ظاہری طور پر پورا کرنا ضروری ہے اور قرآنِ کریم کا بھی حکم ہے۔ لیکن یہ حکم بھی مشروط ہے۔ ہر مسلمان پر قربانی واجب نہیں ہے۔ صاحبِ توفیق پر ہی ہے لیکن تقویٰ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے فرائض ادا کرنا، احکامات پر عمل کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔ چاہے وہ غریب ہے، چاہے وہ امیر ہے، چاہے وہ مرد ہے یا عورت ہے یا جوان ہے یا بوڑھا ہے۔ نماز ہر ایک پر فرض ہے۔ پانچ وقت کی نماز اگر ادا نہیں کر رہے تو یہ سال کے بعد کی عید قربانی کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ نیک اعمال کی بجا آوری ہے، دین کا علم حاصل کرنا ہے تاکہ اپنی تربیت بھی ہو، اپنے بچوں کی تربیت بھی ہو اور پھر تبلیغ کے راستے بھی کھلیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی ہے وہ بھی ہو۔ ان سب چیزوں کے لئے کسی جانور کی قربانی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مقاصد تو مینڈھے کی قربانی کے بغیر بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مسلسل عمل ہی قربانی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ ایک مینڈھا یا ایک گائے کی قربانی یہ مقصد پورا نہیں کرتی۔

پس جن کو دنبے کی قربانی کی یا مینڈھے کی قربانی کی توفیق نہیں جس سے وہ ظاہری رنگ میں بھی قربانی کا اظہار کر سکیں وہ اپنا وقت تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کریں، پمفلٹ تقسیم کریں، اپنے رابطے بڑھائیں، اپنے ساتھیوں کو تبلیغ کریں، اپنے کام کاج کی جگہ پر بھی اپنے رویوں سے، اپنے نمونوں سے اپنی طرف لوگوں کو متوجہ کریں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دنیا پر اظہار کریں۔ تو یہ مسلسل عمل جو ہے اور نیکیوں پر قائم ہونا جو ہے، یہی ایک قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو مسلسل قربانی دے رہے ہیں۔ جان کی قربانی کی ضرورت پڑتی ہے تو جان بھی قربان کر رہے ہیں۔ آپ میں سے بھی بعض کے عزیزوں نے ایسی قربانیاں دی ہیں جواب یہاں آئے ہیں۔ اور پاکستان میں تو احمدی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس جان کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ یقیناً یہ قربانیاں بھی ایک دن رنگ لائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور دشمن دنیا میں بھی اپنا دردناک انجام ضرور اور ضرور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھے گا۔ لیکن بہرحال ایک مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان قربانیوں کے لئے تیار رہے۔

اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا حقوق العباد کی ادائیگی بھی قربانی کا رنگ رکھتی ہے۔ ہم میں سے بہت سے ہیں جو اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر یہ حقوق ادا کرتے ہیں، لیکن وہ بھی ہیں جو دوسروں کے جائز حقوق بھی غصب کر رہے ہیں۔ وہ لاکھ قربانیاں کرتے رہیں، لاکھ نمازیں پڑھتے رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اُسے تمہاری قربانیوں اور عبادتوں کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی بھی رنگ میں غریبوں کی خدمت ہے، حقوق کی ادائیگی ہے، بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک ہے، ایک دوسرے کو معاف کرنے کی عادت ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سارے کام ہو رہے ہیں تو پھر ان حقوق کی ادائیگی بھی عبادتیں بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پا کر انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جاتی ہیں۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سب حاجتوں سے پاک ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اُسے کسی گوشت کی ضرورت نہیں، نہ ہی اُسے لاکھوں جانوروں کے خون بہانے کی کوئی ضرورت ہے۔ یا اُس سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ نہ یہ خون بہانا خدا تعالیٰ کے نام پر کسی انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اُس نے بندوں پر احسان کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ ہمیشہ کے انعامات کے وارث بننے کے لئے اپنی عیدوں کو دائمی کرنے کے لئے اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کا احساس پیدا کرو اور اس لئے بعض ظاہری قربانیاں بھی رکھی ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دو۔ اپنی گردنوں کو خدا تعالیٰ کے آگے قرآنِ شریف میں بیان فرمودہ حکم کے مطابق جھکا دو۔ اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”قانونِ قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفتِ کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑ معرفتِ کاملہ ہے پس جس کو معرفتِ کاملہ دی گئی اُس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی۔ اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اُس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔“

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 151)

پس یہ معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی پیدا ہوگا اور محبت بھی پیدا ہوگی۔ کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو بیباکی سے بچاتی ہیں۔ بہت سارے گناہ انسان کرتا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ دل میں خیال نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔

فرماتے ہیں: پس ہم اس نجات کے لئے، یعنی جو معرفت سے پیدا ہو نہ کسی صلیب کے محتاج ہیں، نہ صلیب کے حاجت مند اور نہ کسی کفّارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا (ماخوذ از لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 160) یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانے پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کیلئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے۔ اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے۔ نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ۔ (الحج:38) یعنی تمہاری قربانیوں کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون، بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یہ تقویٰ ہی اپنے اندر پیدا کیا تھا جس کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہوں نے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا کامل نمونہ دکھایا تھا۔ کامل معرفت اُنہیں حاصل ہوئی تھی اور پھر اس وجہ سے کامل عشق کے نمونے انہوں نے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے کامل محبت کی وجہ سے شراب کے نشہ پر بھی وہ غالب آ گئے۔ یہ محبت شراب کے نشہ پر غالب آ گئی اور انہوں نے شراب کے مٹکے پہلے توڑے پھر پتہ کیا کہ یہ حکم اُن کے لئے ہے یا دوسروں کے لئے۔ یا اس حکم کی حقیقت کیا ہے؟ پس اس روح کی تلاش کی ضرورت ہے۔ اور جب یہ روح پیدا ہوگی تو یہ قربانیوں کے معراج کا حامل بنا کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دے گی۔ پھر یہ بات عید قربان کی روح کو دل میں اجاگر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیارا بناتی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مقام ہر وقت اس بات کو سامنے رکھے بغیر نہیں مل سکتا کہ خدا تعالیٰ میرے ہر قول و فعل کو دیکھ رہا ہے۔ ہر عمل اگر اس سوچ کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے، اللہ تعالیٰ کا خوف ہے کہ وہ میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے، تو ہر دن ہی قربانی کے ثواب سے نوازنے والا ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت کی معرفت کی تلاش کریں، وہ حقیقی عید منانے کی کوشش کریں جو جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے عہد کی حقیقت ہم پر واضح کرے۔ ہماری ہر عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اگر یہ سوچ ہو جائے تو پھر یہ عید سال کے بعد نہیں آئے گی۔ صرف جانوروں کی گردنوں پر چھریاں پھیرنے کی خوشی کے اظہار کے لئے نہیں ہوگی، صرف اس بات کے اظہار کے لئے نہیں ہوگی کہ میرے جانور سے اتنے کلو گوشت نکلا ہے، بلکہ وہ حقیقی عید ہوگی جو ان سب ظاہری اظہاروں سے بالا ہیں۔ وہ عید ہوگی جو ہر روز آئے گی اور ہر دن جو ہم پر چڑھے گا، خدا تعالیٰ کی رضا کو لئے ہوئے چڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم یہ حقیقی عید منانے والے ہوں اور ہم بار بار اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جانے والے ہوں اور یہ انعامات ہم پر ہی ختم نہ ہو جائیں بلکہ ہماری نسلیں تا قیامت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اُس کے فضلوں کو حاصل کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ لیتی چلی جانے والی ہوں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب خطبہ ثانیہ کے بعد دعا ہوگی۔ دعا میں سب شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا کریں، اُن کے لئے بھی دعا کریں، اُن کے عزیزوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی صبر اور استقامت عطا فرمائے۔ اس وقت، پاکستان کے علاوہ بھی دنیا کی مختلف جگہوں پر، ہمارے اسیران جو ہیں اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے جو جھوٹے مقدمے ہمارے پر قائم کئے گئے ہیں، اُن سے بریّت کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔ جو مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں، اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے، اُن کے اموال و نفوس میں برکت دے۔ کسی بھی رنگ میں قربانیاں دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ واقفینِ زندگی ہیں جو دنیا میں اور خاص طور پر اُن علاقوں میں جہاں مخالفت کی آندھیاں چل رہی ہیں، ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اُن کے لئے دعا کریں۔ صرف پاکستان ہی نہیں، دنیا کے اور ملک بھی ہیں جہاں مخالفت ہے۔ جماعت پاکستان کے لئے بہت دعا کریں، جیسا کہ کئی دفعہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں وہاں حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں، لیکن کسی نہ کسی انتہا پر پہنچ کر پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے سامان بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ جلد وہ سامان پیدا فرمائے۔ انڈونیشیا ہے، وہاں بھی بعض علاقوں میں بہت زیادہ مخالفت ہے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے بعض لوگ عرصے سے بے گھر ہیں، اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کے سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ ہر اُس جگہ پر جہاں جماعت کی مخالفت ہے وہاں کے احمدی پریشان ہیں، اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ سب کو بھی اور ایم ٹی اے کی وساطت سے ساری دنیا کے احمدیوں کو بھی عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہمارے لئے بے انتہا برکتوں کے سامان لے کر آئے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 3 / اکتوبر 2014)

★★★ ★★★ ★★★

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا اور ہر ایک کی بھلائی چاہنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ صرف امن سے رہنا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ کسی بُرے کام سے رُکنا ہی ہمارا کام نہیں۔ فسادوں سے دور رہنا ہی ہمارا کام نہیں بلکہ دنیا میں امن کا قیام اور اس کے لئے بھرپور کوشش بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو برائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

دنیا کو فسادوں سے دور رکھنے اور بچانے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے

ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں، ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہنی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانا اور یہ خیر اور بھلائی بانٹنا ہے اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہمیں یہ فکر نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا ہماری آواز پر کان نہیں دھرتی، سنتی نہیں، توجہ نہیں دیتی۔ ہم خیر کی طرف بلاتے ہیں اور وہ شر میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے ہیں۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ہم جب شر کے بدلے خیر پہنچائیں گے تو انہی لوگوں میں سے پھر قطرات محبت بھی ٹپکیں گے اور یہ لوگ مسیح محمدی کی غلامی میں آ جائیں گے۔

اس کے لئے ہمیں درد دل سے دعائیں کرنے کی بھی ضرورت ہے اور کوشش کی بھی ضرورت ہے۔

ہمیں اپنی خیر کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا چاہئے نہ کہ محدود۔ ہم نہ تو دنیا سے ان کی جو مادی مدد ہم کرتے ہیں اس کے لئے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ روحانی خیر بانٹ کر کوئی بدلہ چاہتے ہیں۔ اگر کوئی درد اور تڑپ ہے تو صرف یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان لے۔

ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والے ہیں ہم نے مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا ہے اور کر رہے ہیں لیکن اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے ہم نے دنیا کی خیر اور بھلائی ہی چاہنی ہے

آج مسیح محمدی کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ حکمت اور محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے خیر اور بھلائی کی اسلامی تعلیم کو ہر دل میں گاڑ دیں اور اس کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ اس کیلئے دنیا میں ہر جگہ داعیانِ الی اللہ کی تعداد کو بڑھانے اور فعّال کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو بھی اور جماعتی نظام کو بھی اس طرف توجہ دینے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 31/ اکتوبر 2014ء بمطابق 31 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(آل عمران: 111)

یعنی تم وہ لوگ ہو جو دوسروں کی بھلائی اور فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ یہ مسلمانوں کے کاموں میں سے ایک بہت بڑا کام ہے کہ دنیا ان سے فائدہ اٹھائے۔ ان سے دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچے نہ کہ شر۔ لیکن اس وقت دنیا کی جو حالت ہے جس پر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان حکومتوں اور گروہوں اور تنظیموں نے دنیا میں اس قدر فساد برپا کیا ہوا ہے کہ ایک دنیا اسلام کے نام اور مسلمان سے خوفزدہ ہے۔ اور اگر خوفزدہ ہونے کی حالت ہو تو پھر کون ہے جو مسلمانوں کی باتوں کو سنے یا یہ خیال کرے کہ ان سے ہمیں خیر اور بھلائی مل سکتی ہے۔ جو لوگ اپنے لوگوں کی ہی گردنیں کاٹ رہے ہوں، معصوموں کو، عورتوں کو، بچوں کو، بوڑھوں کو بلا امتیاز قتل کر رہے ہوں، بغیر کسی وجہ کے ناجائز طور پر اپنے نظریات کی پیروی نہ کرنے والوں کو غلام بنا رہے ہوں، ان سے کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ غیر مسلموں کے لئے خیر اور بھلائی چاہنے والے ہوں گے۔

پس اس عمل کا جو یہ لوگ کرتے ہیں لازمی نتیجہ یہی نکلے گا اور نکل رہا ہے کہ دنیا مسلمانوں سے خوفزدہ ہے لیکن ہم احمدیوں کے لئے اس میں شرمندگی کی بات اور غم اور تکلیف کی بات تو ضرور ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃٌ للعالمین ہیں ان کی طرف منسوب ہو کر ان لوگوں کے یہ عمل ہیں کہ انہوں نے مذہب اسلام کو بھی بدنام کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ کو بھی دنیا کے سامنے غلط رنگ میں پیش کرنے والے بن رہے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کی حیثیت سے ہمیں ان کے اس عمل سے مایوسی اور نا امیدی بالکل نہیں ہے۔ جب مَیں اکثر غیر مسلموں کے سامنے یہ بات رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے یہ عمل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کے سچا ہونے کی دلیل ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی یہ حالت ہوگی بلکہ عرصہ بھی بتا دیا کہ یہ عملی زوال کی حالت اتنے عرصے کے بعد شروع ہوگی اور اتنے عرصے تک یہ اندھیرا زمانہ چلتا چلا جائے گا اور پھر مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا جو اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کو دنیا میں جاری کرے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 حدیث النعمان بن بشیر حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء)

وہ تعلیم جو قرآن کریم میں اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور جس کے حرف حرف پر عمل کا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے پتا چلتا ہے۔ اور ہم احمدی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس بگڑے

ہوئے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ مسیح موعود اور مہدی معہود آ گیا اور صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے کے جو زمینی اور آسمانی نشان بتائے تھے وہ بھی پورے ہوئے۔ اور اس مسیح و مہدی نے ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کروایا، ہمارے دلوں کو روشن کیا۔ آج جماعت احمدیہ اس خوبصورت تعلیم پر عمل کر رہی ہے۔ یہ باتیں جب ان کو بتائی جائیں تو ان لوگوں کو قائل کرتی ہیں کہ اسلام غلط نہیں بلکہ ان لوگوں کے عمل غلط ہیں جو اسلام کے نام پر دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا اور ہر ایک کی بھلائی چاہنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ صرف امن سے رہنا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ کسی بُرے کام سے رُکنا ہی ہمارا کام نہیں۔ فسادوں سے دور رہنا ہی ہمارا کام نہیں بلکہ دنیا میں امن کا قیام اور اس کے لئے بھرپور کوشش بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو برائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو فسادوں سے دور رکھنے اور بچانے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے کیونکہ یہ کام مسیح موعود کے کاموں میں شامل ہے۔ آپ کو بھلائی اور خیر خواہی کے کام کو دوبارہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں جاری کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

پس دنیا کی یہ خیر خواہی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اور خدا تعالیٰ کا حکم ہم سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم میدانِ عمل میں آئیں اور دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچانے اور شر کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے بھی خیر خواہ ہیں اور یہودیوں کے بھی، ہندوؤں کے بھی اور دوسرے مذاہب والوں کے بھی حتی کہ ہم دہریوں کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ ہم نے ان سب کو وہ راستہ دکھانا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو بلکہ ہم نے ہر قسم کے جرائم میں ملوّث لوگوں چوروں اور ڈاکوؤں، ظالموں سب کی خیر خواہی چاہنی ہے اس لئے کہ یہ لوگ ربّ العالمین کے بندے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہنی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کہہ کر ہمارا میدانِ عمل بہت وسیع کر دیا ہے۔ پس ہم نے دنیا کی بھلائی اور بہتری اور خیر خواہی کے لئے ان کو خدا تک پہنچنے کے صحیح راستے دکھانے ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی تلقین کرنی ہے۔ انہیں یہ بتانا ہے کہ اس زندگی کا ایک روز خاتمہ ہونے والا ہے اور پھر ہر ایک نے اپنے عمل کے مطابق جزا سزا حاصل کرنی ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑو تا کہ بہتر انجام ہو۔ لیکن یہ باتیں ہم کسی کو اس وقت تک نہیں سمجھا سکتے جب تک ہم خود اپنے انجام پر نظر رکھنے والے نہ ہوں۔ پس ایک بہت بڑا کام ہے جسے فکر کے ساتھ اور اپنے جائزے لیتے ہوئے ہم نے سرانجام دینا ہے۔ اس کام کی سرانجام دہی کے دوران ہمیں مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا اور کرنا پڑتا ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان مشکلات اور دنیا کی مخالفتوں کا ہم ہر قدم پر سامنا کرتے رہے ہیں اور یہ بات کوئی صرف ہمارے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے بھی نبی آئے انہیں اور ان کے ماننے والوں کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ کیونکہ محدود علاقوں اور قوموں کے لئے تھے اس لئے ان کی مخالفتیں بھی محدود تھیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیا نے مخالفت کی اور مخالفت کر رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں یہی کام اور دائرہ کار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہے۔ اس لئے آپ کی مخالفت بھی ہر مذہب اور قوم والے نے کی جب آپ نے دعویٰ کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے اور کریں گے بھی۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا، نہ ہوگا۔ دنیا میں بیشک ایسے افراد ہیں جو جماعت احمدیہ کے امن کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں لیکن مذہب کے حوالے سے جب غیر معمولی ترقی ملنی شروع ہو جائے تو من حیث القوم مخالفتوں کا سامنا ہمیں مغربی ممالک میں بھی کرنا پڑے گا یا کم از کم یہاں کے جو بھی نام نہاد مذہب پر عمل کرنے والے ہیں ان کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی۔ اس لئے یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ ان پڑھے لکھے ملکوں میں ہمیشہ ہمیں خیر کا جواب خیر سے ملے گا۔ ابھی بھی ایسے چرچ ہیں جہاں پادری ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی انتظامیہ چرچ کی حیثیت سے جماعت کے ساتھ مل بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ فروری میں جو مذاہب کانفرنس ہوئی ہے اس میں چرچ آف انگلینڈ کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن انہوں نے جواب تک نہیں دیا اور نہیں آئے۔ دوسرے ممالک میں بھی کئی جگہ ہماری تبلیغی ٹیمیں جاتی ہیں تو چرچ چھوٹی جگہوں پر ایک دو مرتبہ تو اپنے ہاں فنکشن کرنے کی، استعمال کرنے کی انہیں اجازت دے دیتے ہیں کہ لوگوں کو جمع کر کے تم اپنا جو مدّعا اور مقصد بیان کرنا چاہتے ہو کر دو۔ لیکن جب دیکھتے ہیں کہ بار بار ہمارا وہاں جانا ہے اور لوگوں کا رجحان یہ باتیں سننے کی طرف ہو رہا ہے تو پھر مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔

اسی طرح لا مذہب یا دہریہ مصنّفین ہیں جو بڑی شدت سے اسلام کی مخالفت میں لکھتے ہیں اور جب جماعت ان کا جواب دے تو ہمیں بھی مخالفانہ جواب آتے ہیں اور جوں جوں جماعت کی تعداد بڑھے گی یہ مخالفت بھی بڑھتی جائے گی۔ لیکن انبیاء کو بھی یہ یقین ہوتا ہے کہ آخر کار غلبہ ان کو ملنا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ یقین ان میں پیدا کیا ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ یقین تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ پر واضح فرمایا تھا کہ غلبہ آپ کا ہے اور اسی بنا پر ہمیں بھی یقین ہے کہ غلبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا ہے انشاء اللہ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جھوٹے وعدوں والا نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شمار فعلی شہادتیں اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو کسی بھی طرح تخفیف کی نظر سے دیکھیں یا خدا تعالیٰ پر بدظنی کریں۔ جماعت پر ایسے ایسے ہولناک حالات آئے کہ دشمن سمجھتا تھا کہ اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی مگر نتیجہ کیا نکلا کہ دشمن ان حالات میں اپنی تمام تر طاقتوں کے باوجود ناکام ہوا اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے حالات سے سرخرو ہو کر نکلی۔

پس دنیا ہمارے سے جو چاہے سلوک کرے یہ اُن کا کام ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائیدات کیونکہ ہمارے ساتھ ہیں اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں وہ پورے کرنے ہیں اس لئے بہر حال ہم نے ان حکموں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی عمل کرنا ہے اور دنیا کی خیر چاہتے ہوئے اپنے کام کو آگے بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہمارے جذبات تمام دنیا کے لئے نیک جذبات ہونے چاہئیں اور ہمارے جذبات نیک ہیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود دنیا ہمیں دکھ پہنچاتی ہے تو تب بھی ہم نے اپنے ذمے کام میں کمی نہیں آنے دینی کیونکہ دنیا کو سنبھالنے کا کام ہمارے سپرد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام خیرِ اُمّت رکھا ہے تو ہم نے خیر بانٹنے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹنا اور یہ خیر اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا کو بلانا ہے۔ اس سے بڑھیا خیر اور کیا ہو سکتی ہے؟

جتنا شر اور جتنی غلاظت اور جتنی ہوس پرستی اور جتنی خدا تعالیٰ کے احکامات کی تضحیک اس زمانے میں ہو رہی ہے اور حکومتیں اور میڈیا بھی جس طرح اس کی تشہیر کر رہے ہیں دنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آج شیطان جس زور سے حملے کر رہا ہے شاید پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں کہ ایک ہی وقت میں دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سیکنڈز کے اندر اندر غلاظت بھری تصویریں کہانیاں اور آوازیں پہنچ جاتی ہیں۔ ہم خیر کی آواز بلند کرتے ہیں تو اکثریت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور جو برائی کی آواز ہے وہ فوراً اپنا اثر دکھا رہی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی ہماری بات پر توجہ دیتا بھی ہے تو ان میں سے بہت سے ایسے ہیں بلکہ اکثریت ایسی ہے جو ایسا رویہ رکھتے ہیں جیسے بچوں کے ساتھ دکھایا جاتا ہے کہ شاباش تم بڑا اچھا کام کر رہے ہو اور پھر یہ لوگ لاتعلق ہو جاتے ہیں اور ان کاموں میں ملوّث ہو جاتے ہیں جو بھلائی سے دُور لے جانے والے ہیں۔ پس ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ہمارے مقاصد کے حصول کی انتہا نہیں ہے کہ ذرا سی تعریف پر بچوں کی طرح ہم خوش ہو کر بیٹھ جائیں۔ چند آدمیوں کو پیغام پہنچا کر ہم سمجھیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ بلکہ ہم نے دنیا کو خیر پہنچانے کے لئے برائیوں کو دُور کرنے کی کوششوں کو اپنی انتہا تک پہنچانا ہے۔ کوئی دنیاوی مخالفت کوئی دنیاوی روک چاہے وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا غیر مسلموں کی طرف سے یا کسی بھی طرف سے، دہریوں کی طرف سے اس کو ہم نے اس طرح اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرنی ہے جس طرح تیز ہوا ایک تنکے کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

پس اس سے ہمیں اندازہ کر لینا چاہئے کہ ہمیں کتنی جامع، ٹھوس اور شدت سے کوشش کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ہر احمدی کو اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق اس میں حصہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانا اور یہ خیر اور بھلائی بانٹنا ہے اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہمیں یہ فکر نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا ہماری آواز پر کان نہیں دھرتی۔ سنتی نہیں، توجہ نہیں دیتی۔ ہم خیر کی طرف بلاتے ہیں اور وہ شر میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے ہیں اور ہمارے خلاف یہ شر کے جو عمل ہیں یہ ہر طرف سے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت مسلمانوں میں تو جماعت احمدیہ کی مخالفت اتنی زیادہ ہے کہ تمام حدود کو توڑ گئی ہے۔ بیشک ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمارے حق میں اب تھوڑی بہت آواز اٹھانے لگ گئے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو حق کو حق سمجھ کر تمام تر مخالفتوں کے باوجود احمدیت اور حقیقی اسلام کو قبول کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھی صاف نظر آ رہا ہے کہ

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

Zaid Auto Repair

زید آٹو ریپیئر

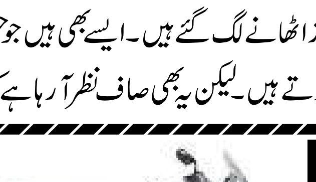

Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles

Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station

Harchowal Road, White Avenue Qadian

فتنہ وفساد پیدا کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے یا کم از کم ان کے خوف سے شرفاء باہر نہیں نکلتے اور یہ باہر نکل کر جو چاہے کرتے ہیں۔لیکن کیا اس مخالفت کی وجہ سے ہم اپنے کام بند کر سکتے ہیں۔کیا دنیا سے ڈر کر خدا تعالیٰ کے اس حکم کہ خیر کو پھیلاؤ اس سے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمام تر مخالفتوں اور شیطانی روکوں کا مقابلہ کرتے ہوئے احمدیت کو قبول کرتے ہیں۔ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی احمدیت کی قبولیت کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ احمدیت کی مخالفت نے ہی انہیں احمدیت قبول کرنے کا راستہ دکھایا۔گزشتہ خطبہ میں ہی مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حوالے سے ایک شاعر کا ایک واقعہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے اعتراض تلاش کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور خاص طور پر فارسی درثمین پڑھی اور احمدیت قبول کر لی۔وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتا۔

پس ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ہم جب شر کے بدلے خیر پہنچائیں گے تو انہی لوگوں میں سے پھر قطرات محبت بھی ٹپکیں گے اور یہ لوگ مسیح محمدی کی غلامی میں آ جائیں گے۔ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی دعا کرو اور ان کے لئے خیر چاہو اور انہیں خیر پہنچاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 74۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ واقعہ بھی آپ جانتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلی درد کی تصویر ہے اور گزشتہ خطبہ میں بھی مَیں نے بیان کیا تھا کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے طاعون کو آپ کے نشان کے طور پر بھیجا تھا لیکن جب لوگ مرنے لگے تو پھر آپ کو فکر پیدا ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کون کرے گا اور ایمان کون لائے گا؟ اس پر آپ نے اس عذاب کے دُور ہونے کے لئے اس درد سے دعا کی کہ سننے والے کہتے ہیں کہ یوں لگتا تھا جیسے دردِ زِہ سے کوئی عورت کراہتی ہے اور تڑپتی ہے۔

(ماخوذ از خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 514)

پس دنیا والوں کے لئے یہ وہ خیر کا نمونہ اور معیار ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔آپ نے دنیا کی تباہی کے بجائے دنیا کی خیر چاہی کہ خدا تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔وہ بغیر تباہی کے بھی تو ان کے دلوں کی حالت بدل سکتا ہے۔پس ہمارا زور بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اس بات پر ہونا چاہئے کہ لوگ تباہ ہونے سے بچ جائیں تا کہ ہمارے بھائی بن جائیں۔اس کے لئے ہمیں درد دل سے دعائیں کرنے کی بھی ضرورت ہے اور کوشش کی بھی ضرورت ہے۔ہم نے دنیا کو صحیح روحانی راستوں کی رہنمائی کر کے ان کی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے۔

یہ بھی بتا دوں کہ روحانی رہنمائی کر کے ہم نے دنیا کو صحیح راستوں پر تو چلانا ہی ہے، مادی مدد اور خیر بھی ہمارے ذمہ لگائی ہوئی ہے اور قرآن کریم میں اس کے بارے میں بھی احکامات ہیں۔صرف اپنوں کے لئے خیر کے انتظامات نہیں کرنے، صرف اپنوں کے بھوک ننگ اور بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے کوشش نہیں کرنی بلکہ غیروں اور ہر ضرورتمند کے لئے ہماری کوشش ہونی چاہئے۔اس وقت مضمون تو گو روحانی خیر کا ہی زیادہ ہے لیکن ایک بات میرے علم میں آئی ہے اس لئے یہاں اس کا بھی بیان کر دیتا ہوں۔

گزشتہ دنوں ہمارے ایک احمدی یہاں سے ترکی اور لبنان وغیرہ میں گئے جو وہاں ہمسایہ عرب ممالک سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کی ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے گئے تھے۔کیونکہ وہاں ان لوگوں کی بھی کافی بری حالت ہے۔خوراک کی بھی کمی ہے اور دوسری چیزوں کی بھی، ان کے لئے کپڑے وغیرہ کی بھی ضرورت ہے۔اسی طرح بچوں کی تعلیم وغیرہ متاثر ہو رہی ہے۔تو بہر حال مختلف چیریٹی آرگنائزیشن ہیں جو اُن کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن کمی وہاں بہت زیادہ ہے۔وہاں کسی احمدی نے یہ اعتراض بھی کیا کہ جماعت احمدیہ یورپ والوں کی مدد کیوں کرتی ہے صرف ہماری مدد کرنی چاہئے۔غالباً اس شخص کا اشارہ یورپ میں ہم چیریٹیز کو جو رقم دیتے ہیں اس کی طرف تھا۔تو یہاں بھی اس قرآنی حکم کے مطابق یہی جواب ہے کہ روحانی اور مادی مدد بلا امتیاز ہم نے ہر ایک کی کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ نہیں فرمایا کہ احمدی بھوکے کو یا مسلمان بھوکے کو کھانا کھلاؤ بلکہ ہر بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔مسکین کی اور ضرورتمند کی ضرورت پوری کرو۔تو یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہر مسکین اور ہر ضرورتمند کی ضرورت پوری کریں۔یہ تمام فرائض ہم نے ادا کرنے ہیں اور ایک مومن کو اس قسم کی باتیں زیب نہیں دیتیں کہ وہ اعتراض کرے کہ فلاں کو کیوں دیا اور فلاں کو نہیں دیا۔بلکہ مومن کے فرائض میں داخل ہے کہ بلا امتیاز ہر ایک کی خدمت کرے۔دوسرے ہم یہاں جو چیریٹی واک وغیرہ کرتے ہیں اس میں غیر بھی کافی بڑی تعداد میں حصہ لیتے ہیں۔اور یہی رقمیں جو چیریٹیز کو دی جاتی ہیں وہ لوگ بھی جب آتے ہیں تو ہماری چیریٹیز میں حصہ ڈالتے ہیں۔اس لحاظ سے یہاں کی مقامی چیریٹیز کا بھی حق بنتا ہے کہ خدمت انسانیت کے لئے جو کام وہ کر رہے ہیں ہم بھی ان کے ساتھ اس میں شامل ہو جائیں۔ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ میں یہ نظر آتا ہے کہ نبوت کا مقام ملنے کے بعد بھی آپؐ نے فرمایا کہ اگر آج بھی مجھے غیروں کی طرف سے ضرورتمندوں کی مدد کے لئے بلایا جائے تو مَیں شامل ہو جاؤں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام باب حلف الفضول صفحہ نمبر 91 دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

آپ کا اشارہ حلف الفضول جو معاہدہ تھا اس کی طرف تھا جس میں نبوت سے بہت پہلے مکّہ کے بعض لوگوں نے اکٹھے ہو کر غریبوں کی مدد کے لئے اور ضروریات پوری کرنے کے لئے تنظیم بنائی تھی جس میں آپ بھی شامل تھے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنی خیر کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا چاہئے نہ کہ محدود۔ہم نہ تو دنیا سے ان کی جو مادی مدد ہم کرتے ہیں اس کے لئے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ روحانی خیر بانٹ کر کوئی بدلہ چاہتے ہیں۔اگر کوئی درد اور تڑپ ہے تو صرف یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان لے۔اور یہ خیر بانٹ کر اور خیر چاہ کر انبیاء ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے ہیں جو ہمیشہ انبیاء کا اور ان کی جماعتوں کا شیوہ ہے اور یہی ہمیں سکھایا گیا ہے کہ میرا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔مَیں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

پس یہی جواب انبیاء کی جماعت کا ہونا چاہئے اور ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ انبیاء جب خیر بانٹ کر پھر یہ کہتے ہیں کہ میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو پھر بھی ایک بہت بڑی تعداد نبی کی دشمنی میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔پس ہمیں بھی یہ سوچ لینا چاہئے کہ اس خیر کا بدلہ ہمیں ہمارے جو بدفطرت مخالفین ہیں ان کی طرف سے نقصان اور دشمنی کی صورت میں مل سکتا ہے اور ملتا بھی ہے۔بلکہ بعض لوگ تو ہمیں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے شیر بکری کو دیکھتا ہے کہ کس طرح شکار میرے قابو آیا۔ہمارا تو اس شخص جیسا حال ہے جس نے کوئی شیر یا چیتا پالا ہوا اور وہ کسی طرح چھوٹ جائے تو مالک کی یہ کوشش ہو گی کہ اسے اس طرح قابو کرے کہ اس جانور کو کوئی نقصان نہ ہو اور پھر بھی وہ اس کے کسی کام آ سکے لیکن چیتے کی کوشش یہی ہو گی کہ مالک کو چیر پھاڑ ڈالے۔

پس پاکستان اور بعض ملکوں میں ایسے لوگ ہیں بلکہ تمام مولوی اور ان کے زیر اثر ایسے لوگ ہیں جو ہماری طرف جھوٹ منسوب کر کے ہمیں چیرنا پھاڑنا چاہتے ہیں لیکن ہماری یہ کوشش ہے کہ یہ کسی طرح بچ جائیں اور خدا تعالیٰ کی گرفت میں نہ آئیں۔ان لوگوں کی مخالفتیں ہمارے ساتھ کسی ذاتی وجہ سے نہیں ہیں۔مختلف احمدیوں کو مختلف جگہوں پر آئے دن دھمکیاں ملتی رہتی ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ احمدیت سے توبہ کر کے ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔تو ان کی دشمنیاں احمدیت سے ہیں کسی کی ذات سے نہیں۔اور احمدیت سے دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ انہیں صاف نظر آ رہا ہے کہ احمدیت کی ترقی اُن کے ذاتی مفادات اور لوگوں کے ان کی طرف رجحان کا زوال ہے۔جس جس طرح احمدی ترقی کرتے جائیں گے یا احمدیت ترقی کرتی جائے گی ان لوگوں کا زوال ہوتا جائے گا۔ان لوگوں کو نظر آ رہا ہے کہ جماعت جس طرح ترقی کر رہی ہے کل ہم پر قبضہ کر لے گی۔اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا کہ ان ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں یا ان ممالک میں جو ان کے زیر اثر ہیں جماعت کی ترقی جماعت کے خلاف منصوبہ بندی کی طرف لے جائے گی۔ان کے خیال میں شاید جماعت احمدیہ حکومتوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے حالانکہ جماعت احمدیہ کا پھیلاؤ ان ملکوں پر قبضہ کرنے والا پھیلاؤ نہیں بلکہ ان میں پہلے سے بڑھ کر امن اور سلامتی کو قائم کرنے کا ذریعہ بنے گا۔مسلمان ممالک میں بھی ہم مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جڑنے کا جو کہتے ہیں تو ان کی دنیاوی تکلیفوں اور فسادوں کو دُور کرنے کے لئے اور ان کے بہتر انجام کے لئے کہتے ہیں۔اسی طرح دنیا کے باقی مذاہب کے لوگوں کو ہم خدا تعالیٰ کے غضب سے بچانا چاہتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا پر اپنا غلبہ دنیا کو اپنے زیر نگین بنانے کے لئے نہیں چاہا تھا، نہ یہ دعا کی تھی کہ یہ غلبہ ہو۔یا آج خلافت کے ساتھ جڑ کر جماعت احمدیہ دنیا میں غلبے کی باتیں حکومتوں پر قبضہ اور دنیا کو زیر نگین کرنے کے لئے نہیں کرتی بلکہ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے کے لئے ہے۔ہمیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کی تاریخ پر نظر رکھنی چاہئے کہ باوجود آپ کی طرف سے خیر اور بھلائی کے پیغام کے آپؐ کے خلاف، آپؐ کے صحابہ کے خلاف دشمنی کے بازار گرم کئے گئے۔جنگیں ٹھونسی گئیں۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے لئے ہدایت اور رحم ہی مانگا اور حتی الوسع کوشش کی کہ دنیا

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔کاجل۔حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

کو آپ سے خیر ہی ملے۔ اور جنگیں اگر لڑیں تو وہ بھی مجبوری کی صورت میں اور ہر قسم کے ظلموں سے بچتے ہوئے صرف دفاع کے لئے اور اصلاح کے لئے اور یہ بھی ایک طرح سے ان لوگوں کی خیر کے لئے تھا۔ بہر حال جو آخری نتیجہ تھا وہ خیر کو حاصل کرنا ہی تھا۔ باوجود اس کے جب ہم دیکھتے ہیں مثلاً تورات میں حضرت اسماعیل کے خلاف حضرت اسحٰق کی قوم کی مخالفت کا ذکر ملتا ہے (ماخوذ از پیدائش باب 16 آیت 12) اور یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی بھی اس وجہ سے کی۔ باوجود اس کے کہ عیسائی اور یہودی آپس میں سخت مخالفت کرنے والے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دونوں اکٹھے ہو جاتے تھے اور اب بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی سوچ اور تعلیم کی وجہ سے یہودیوں نے مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں پہنچائیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ ان کے لئے خیر خواہی کے جذبے کا اظہار ہوا سوائے اس کے جہاں حکومت کے قانون کو نافذ کرنے کے لئے سزا کی ضرورت تھی اور وہ بھی دوسروں کے لئے خیر خواہی تھی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کے طور پر اور ایک خاص نسبت کے ساتھ بھیجا گیا ہے تو تکلیفوں اور دشمنیوں کی یہ نسبت آپ کے ساتھ بھی قائم ہونی ضروری تھی اور ہے۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والے ہیں ہم نے مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا ہے اور کر رہے ہیں لیکن اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے ہم نے دنیا کی خیر اور بھلائی ہی چاہنی ہے۔

یہ باتیں سن کر شاید بعض ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ شاید مخالفتیں ہمیشہ ہی ہمارے ساتھ لگی رہنی ہیں۔ ایسی بات بھی نہیں ہے۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ غلبے کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہیں اور یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملنا ہے۔ انشاء اللہ۔ دنیاوی اسباب پر بھروسہ کر کے اور دنیا داروں پر بھروسہ کر کے ہم کسی بھی طرح اپنے کام کو پورا نہیں کر سکتے۔ ہم دنیا داروں پر بھروسہ کر بھی کس طرح سکتے ہیں کیونکہ خیر اُمّت تو ہمیں کہا گیا ہے۔ خیر ہم نے بانٹنی ہے، نہ کہ ہم نے خیر لینی ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے یہ غلبہ ملنا ہے تو ان فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ جو کام لگایا ہے اس کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ ہم نے جو کچھ کرنا ہے اپنی کوشش پر انحصار کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے کرنا ہے۔ دوسروں پر انحصار یا دنیاوی طاقتوں پر کسی بھی قسم کا تکیہ ہمارا زوال ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے الٰہی جماعتیں دنیاوی طاقتوں سے مدد نہیں لیا کرتیں۔ ہماری کوششیں کیا ہیں جن سے ہم کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں؟ یہ وہ خیر کا پیغام ہے جس کے بارے میں پہلے میں ذکر کر چکا ہوں جو ہر طبقے کے لوگوں کو ہر طبقے کے احمدی نے پھیلانا ہے اور اس کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے کام میں اپنے آپ کو ڈالنا ہے۔ مزدور ہے، تاجر ہے، ڈاکٹر ہے، وکیل ہے، سائنسدان ہے، استاد ہے، دوسرے زمیندار ہیں، ہر ایک کو حکمت سے خیر خواہی کا یہ پیغام اپنے اپنے طبقے میں پہنچانے کی ضرورت ہے تا کہ دنیا کو احمدیت اور حقیقی اسلام کا پتا چلے اور اس سے پہلے کہ دنیا میں اور جگہوں پر جہاں ابھی مخالفت نہیں ہے احمدیت کے خلاف مخالفتوں کے بیج بوئے جائیں یا پنپیں ہماری جڑیں وہاں مضبوط ہو جائیں۔ شیطان کے گروہوں کو ہوش آنے سے پہلے خیر اور بھلائی کا اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ان جگہوں پر غلبہ ہو جانا چاہئے۔

پس آج مسیح محمدی کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ حکمت اور محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے خیر اور بھلائی کی اسلامی تعلیم کو ہر دل میں گاڑ دیں اور اس کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ اس کیلئے دنیا میں ہر جگہ داعیانِ الی اللہ کی تعداد کو بڑھانے اور فعّال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو بھی اور جماعتی نظام کو بھی اس طرف توجہ دینے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔

❁ ❁ ❁

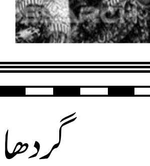

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان

Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

098141-63952

نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان

لوتھرا جیولرز قادیان

Kewal krishan & Karan Luthra

Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian

Ph.9888 594 111, 8054 893 264

E-mail: luthrajewellers@live.com

LUTHRA JEWELLERS · SIGN OF PURITY

Since 1948

وصـــایا: منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر: 7109 میں راحتن بیگم زوجہ ادریس خان قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 مئی 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونے کے زیورات: ایک نگ چین 13 گرام۔ ایک نگ چین 10 گرام۔ ایک نگ چین 12 گرام، کان کا پھول 2 نگ 3 گرام، کان کا پھول 2 نگ 3 گرام۔ سبھی سونا 22 کیرٹ کا ہے۔ حق مہر 5525 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نذیر خان　　الامۃ: راحتن بیگم　　گواہ: اختر الدین خان

مسل نمبر: 7110 میں شیخ عبدالرشید ولد شیخ سلیمان (مرحوم) قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم سلسلہ عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن سورو ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 جون 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ فی الحال والد صاحب کی طرف سے ساڑھے 3 ڈسمل زمین برائے تعمیر مکان ملی ہے جس میں خاکسار اس وقت ایک کمرہ اور کچن بنا کر رہائش پذیر ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 6330 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ غیاث الدین　　العبد: شیخ عبدالرشید　　گواہ: اختر الدین خان

مسل نمبر: 7111 میں عبدالعلی ولد جلال علی قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیونگ تاریخ پیدائش 18 جنوری 1986 تاریخ بیعت 13 سال قبل، ساکن کوٹ پلی، کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جون 2014ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظفر اللہ خان　　العبد: عبدالعلی　　گواہ: سلمان خان

مسل نمبر: 7112 میں جمیلہ بیگم زوجہ سلمان علی خان قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن غنچہ پاڑہ ضلع ڈھینکانال صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مئی 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد چین سونے کی 2 بھری، کنگن ہاتھ دو عدد ایک بھری، ایک عدد ہار ایک بھری، ایک عدد ہار آدھ بھری، کان کی بالی 4 عدد 5 گرام، انگوٹھی ایک عدد 2 گرام۔ سبھی زیورات 22 کیرٹ کے ہیں۔ حق مہر کے عوض میں چین ہے جو نمبر 1 میں درج ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلمان علی خان　　الامۃ: جمیلہ بیگم　　گواہ: منصور خان

مسل نمبر: 7113 میں خدیجہ بی بی زوجہ شیخ عبداللہ بلال قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جون 2014ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 4 گرام 22 کیرٹ، حق مہر 2525 روپے وصول شدہ۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ سراج الدین بلال　　الامۃ: خدیجہ بی بی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 مارچ 2014ء بروز بدھ قبل نماز ظہر **مکرم میاں حشمت اللہ صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب آف ساؤتھ آل)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم میاں حشمت اللہ صاحب 18/مارچ کو مختصر علالت کے بعد اپنے بیٹے کے پاس نارتھ ورجینیا امریکہ میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ ساؤتھ آل جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق کو ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔ بہت نیک صالح، نماز روزہ کے پابند مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (نائب امیر یوکے وانچارج جائیداد و تعمیرات مرکزی) کی اہلیہ کے چچا تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا عبدالستار خان صاحب۔ لاہور)

4 مارچ 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، تقویٰ شعار، دعا گو، مہمان نواز، ہمسائیوں سے حسن سلوک کرنے والی، اعلیٰ اخلاق کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ خلافت سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ 1994ء میں آپ نے اپنے بڑے بیٹے مکرم رانا ریاض احمد خان کی شہادت کے صدمہ کو بہت صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا پھر جب بیٹے کی شہادت کے پانچ ماہ بعد ان کی بیوہ بھی وفات پا گئیں تو ان کے 8 بچوں کی کفالت، پرورش اور دینی تعلیم و تربیت کا فریضہ بہت احسن رنگ میں انجام دیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا اعجاز احمد خان صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا) کے طور پر اور دوسرے بیٹے مکرم رانا ارسال احمد خان صاحب (وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن) ربوہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمجید بٹ صاحب مرحوم۔ ربوہ)

10 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 105 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت عبادت گزار، دعا گو، صاحبۂ رؤیا، مالی قربانی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ باوجود عمر رسیدہ ہونے کے باقاعدگی سے نفلی روزے رکھتی تھیں اور ہر سال رمضان میں اعتکاف بھی بیٹھا کرتی تھیں۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ نظام جماعت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتی تھیں۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم میجر (ر) محمد الیاس خان صاحب (آف یو ایس اے)

15 فروری 2014ء کو Cleveland امریکہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے والدین حضرت راجہ مدد خان صاحب اور حضرت اصغری بیگم صاحبہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش الحانی سے تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب (نائب امیر امریکہ) کے خسر تھے۔

(4) مکرمہ سردار بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمد خان صاحب سابق افسر حفاظت خاص۔ ربوہ)

10 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور باوجود مخالفت کے تادم آخر ثابت قدم رہیں۔ خلافت سے بے حد عشق و وفا کا تعلق تھا۔ بہت نیک، دعا گو اور مخلص خاتون تھیں۔ شادی کے بعد جب آپ کے ہاں باوجود علاج کے اولاد نہ ہوئی تو آپ حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اماں جانؓ نے آپ کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلی اور دعا دی کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ ہی سے اولاد دے گا۔ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بچے عطا فرمائے جن میں سے تین حیات ہیں۔ آپ نے ناخواندہ ہونے کے باوجود اپنے تینوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد صادق ناصر صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ سرور نسیم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر غلام محمد بلوچ صاحب۔ حیدرآباد سندھ)

16 فروری 2014ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ بہت عبادت گزار، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والی، صابرہ و شاکرہ اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ ہر جماعتی پروگرام میں خود بھی شامل ہوتیں اور اپنے بچوں کو بھی شامل کرواتیں۔ جماعت اور خلافت سے بے حد اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹیاں اور 9 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(6) مکرم منور احمد صاحب (آف ربوہ)

یکم مارچ 2014ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کی دادی جان کے ذریعہ آئی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ہجرت کے بعد پاکستان میں سندھ کے علاقہ بنی سرروڈ میں مقیم ہوئے۔ بہت عبادت گزار، بکثرت تلاوت قرآن کریم کرنے والے، مہمان نواز، خوش خلق، غریب پرور، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی ملی۔ آپ مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی کے خسر تھے۔

(7) مکرم محمد اقبال ناصر صاحب (سابق انسپکٹر بیت المال۔ ربوہ)

5 مارچ 2014ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ، وقف جدید، خدام الاحمدیہ اور دفتر انصار اللہ پاکستان میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح جماعت محمود آباد سندھ کے پہلے صدر جماعت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم مہر محمد زبیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سینٹ پیٹرز برگ روس میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(8) مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک طالب علی اعوان صاحب مرحوم۔ ربوہ)

16 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ خلافت سے بے حد اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ MTA پر حضور انور کے خطابات بڑے شوق سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم نعیم احمد اعوان صاحب (کارکن طاہر فاؤنڈیشن ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(9) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد حسین صاحب۔ پاکستان)

19 فروری 2014ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ ناصر آباد، محمود آباد اور محمد آباد سندھ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت بجا لانے کے علاوہ ربوہ کے محلہ دارالیمن میں 23 سال صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ہزاروں بچوں، بچیوں اور خواتین کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی سعادت بھی پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، دعا گو، ملنسار، نرم مزاج، بہت مہمان نواز اور ہر ایک سے پیار اور محبت سے پیش آنے والی چندہ جات میں باقاعدہ نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(10) مکرم شیخ محمد ادریس صاحب (آف وائی، آئی پرنٹنگ پریس۔ کراچی)

16 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو جشن تشکر کے سلسلہ میں لجنہ اماء اللہ کراچی کی مختلف کتب شائع کروانے میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے درثمین، کلام محمود اور کلام طاہر نہایت اعلیٰ کاغذ پر شائع کیں۔ اسی طرح اطفال و ناصرات کے لئے چھوٹے کتابچے ''ننھی مخلوق'' اور ''اقوال زریں'' اپنے طور پر بھی شائع کروائے۔ جماعت کے کاموں کو ہمیشہ مقدّم رکھتے تھے۔ جماعت کی خدمت کا یہ جذبہ انہوں نے اپنی اولاد میں بھی منتقل کیا اور سب بچے اللہ کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ نہایت ہمدرد، غریب پرور اور مخلص انسان تھے۔ کئی غریب گھرانوں میں مستقل طور پر امدادی راشن بھی مہیا کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

(11) مکرمہ نیازاں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم علم دین گجر صاحب۔ ربوہ)

27 دسمبر 2013ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو 1992ء سے 1997ء تک اپنی مقامی مجلس میں صدر لجنہ اور بعد ازاں 1998ء میں ربوہ میں اپنے محلہ کی گروپ لیڈر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتی تھیں۔

(12) مکرم محمد صدیق صاحب (ابن مکرم صدر دین صاحب۔ لاہور)

26 نومبر 2013ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے 20 سال دارالذکر لاہور میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت دیندار، شریف النفس، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ فعال داعی الی اللہ بھی تھے۔

(13) مکرم نواب دین صاحب۔ (ابن مکرم خواج دین صاحب۔ فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

11 دسمبر 2013ء کو 98 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے مسجد بیت السلام فیکٹری ایریا ربوہ میں 13 سال خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ فرقان فورس میں بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ مالی قربانی کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ☆

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

وقف نو بچوں کا مشترکہ اجلاس

مورخہ 2 ؍اکتوبر 2014 بروز جمعرات جماعت احمدیہ بنگلور اور جکور کے وقف نو بچوں کا مشترکہ اجلاس جکور میں منعقد ہوا۔ عزیزم حزقیل احمد انور نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عزیز ارسلان احمد نے خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد ہر وقف نو بچے نے نصاب وقف نو کا کچھ حصہ پڑھ کر سُنایا۔ بعدازاں واقفات نو بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ اس موقعہ پر بچوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے وقف نو کی اہمیت اور برکات سے متعلق ارشادات پر مشتمل ایک ڈاکیومنٹری دکھائی گئی۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد اجلاس کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ خاکسار نے بچوں کو وقف نو کی غرض و غایت بتائی صدر صاحب جماعت احمدیہ جکور نے موقع کی مناسبت سے بچوں کو نصائح کیں۔ آخر میں مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب نے بچوں سے خطاب کیا۔ واقفین نو بچوں میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ دُعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین (سید شارق مجید، سیکرٹری وقف نو بنگلور)

جلسہ پیشوایان مذاہب

جماعت احمدیہ پونچھ صوبہ جموں وکشمیر میں مورخہ 24 اگست 2014 بروز اتوار بوقت ساڑھے نو بجے جلسہ پیشوایان مذاہب زیر صدارت مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوۃ الی اللہ منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم سجاد احمد صاحب نے کی۔ مکرم فرید احمد میر صاحب نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ محترم طاہر احمد طارق صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے تعارفی تقریر کی۔ بعدازاں مکرم کامران احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ''بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں'' خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد سکھ مذہب کے نمائندہ محترم سردار نرندر سنگھ صاحب اور مکرم انیل کمار صاحب نمائندہ کرسچن سوسائٹی پونچھ نے سامعین سے خطاب کیا۔

بعدازاں مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب ایڈیٹر ہندی بدر و پریس سیکرٹری نے قیام امن سے متعلق اسلامی تعلیمات نہایت احسن رنگ میں بیان کیں۔ بعدہ۔ مکرم گلزار احمد گنائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام 'خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار' خوش الحانی سے سنایا۔ نظم کے بعد ایک اور معزز مہمان مکرم لکشمن چند شاستری نے ہندو مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریر کی۔ بعدازاں مکرم شاہد احمد نایک صاحب نے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا نعتیہ کلام ''بدرگاہِ ذی شان خیر الانام'' خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر صدارتی خطاب کیا۔ آخر پر محترم اورنگ زیب راتھر صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع پونچھ نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس جلسے میں تقریباً پانچ صد مہمانان کرام نے شرکت کی جن میں شہر کے حکام کے علاوہ دیگر افسران ومعززین بھی شامل تھے۔ اگلے دن مورخہ 25 اگست 2014ء کو علاقہ کے پانچ اخباروں میں اس جلسہ کی خبریں شائع ہوئیں اور ایف ایم ریڈیو پونچھ نے بھی اسکی آدھے گھنٹے کی ریکارڈنگ نشر کی۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ جلسہ بہت ہی کامیاب رہا اور بہترین تبلیغ کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو اجرِ عظیم سے نوازے اور اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین (طاہر احمد نائک مبلغ انچارج پونچھ)

پولیس کے اعلیٰ عہدے داران کو اسلامی لٹریچر کی پیشکش

مورخہ 5 نومبر 2014ء کو جماعت احمدیہ ورنگل کے ایک وفد نے ڈی آئی جی مکرم ملا ریڈی صاحب اور ضلع ورنگل کے ایس پی مکرم امبر کشور جا سے ملاقات کر کے احمدیہ مسلم جماعت ضلع ورنگل کی طرف سے گلدستہ پیش کر کے خوش آمدید کہا اور جماعتی لیف لٹس اور جماعتی کتب دیگر جماعت کا تعارف کروایا۔ دونوں افسران نے بہت ہی احترام سے جماعت کے تحفہ کو قبول کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی ہے۔

(شبیر احمد یعقوب، امیر و مبلغ انچارج ورنگل)

پیس سمپوزیم

جماعت احمدیہ تاراپور، مونگیر، صوبہ بہار میں 28 ستمبر 2014 کو صبح ساڑھے دس بجے مکرم سید عبدالباقی صاحب امیر ضلع بھاگلپور کی زیر صدارت ایک پیس سمپوزیم کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی کامران احمد صاحب مبلغ سلسلہ خانپور ملکی نے کی۔ مکرم سید ابوالفضل صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ برہ پورہ نے نظم بعنوان محبت کے نغمات گائیں گے ہم' خوش الحانی سے پڑھی جس کے بعد خاکسار نے مہمانوں کا استقبال کیا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی نے Love For All, Hatred For None کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم حبیب احمد صاحب معلم سلسلہ بھاگلپور نے نظم بعنوان ''بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں'' خوش الحانی سے پڑھی۔ بعدہ غیر از جماعت مہمانان کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مسٹر اجے کمار صاحب رجسٹرار سب ڈویژن تاراپور نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں کل ہی اپنے دفتر کے دروازہ پر Love For All, Hatred For None کا یہ ماٹو لگاؤں گا۔

ان کے علاوہ سابق وزیر صحت بہار اور سابق ایم پی جناب شکنی چودھری صاحب۔ جناب نارائن یادو صاحب سابق ایم ایل اے تاراپور۔ جناب سبودھ کمار گپتا پروفیسر منجھگائے کالج۔ جناب کرشن پرساد ساہ یوگ آچاریہ تاراپور۔ جناب سوامی ونیانند جی صدر یوگ تنظیم تاراپور۔ جناب چندر سنگھ راکیش، سماج سیوک۔ جناب ہرے کرشن ورما صاحب، تاراپور۔ جناب اجے پرکاش شاستری اُستاذ ہائی سکول شانتی نگر۔ جناب یدونندن سنگھ ریٹائرڈ ٹیچر۔ جناب روی بابو پروفیسر آر ایس کالج تاراپور۔ جناب ڈاکٹر کے کے گپتا ماہر چشم۔ جناب امیش جی ٹیچر این این سکول اور جناب برج کشور گپتا، ڈائریکٹر جینت سٹیپ نے بھی سامعین سے خطاب کیا۔ سبھی معززین کو کتاب لائف آف محمد اور ورلڈ کرائسس کا تحفہ پیش کیا گیا۔

مہمانان کرام کے تاثرات کے بعد مکرم جمال شریعت صاحب مرکزی نمائندہ و مبلغ سلسلہ کلکتہ نے اسلام و احمدیت کی تعلیم کی روشنی میں دنیا میں قیام امن کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی کا تذکرہ کیا۔ آخر پر خاکسار نے تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ بعدہ محترم سید عبدالباقی صاحب امیر ضلع وصدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ دعا کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فیس بک، ٹویٹر، خبر ای ٹی وی اخبار پربھات خبر اور دینک جاگرن کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک جماعت کے قیام امن کے کاموں کی تشہیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری ان مساعی کو قبول فرمائے۔ (مبین اختر ضلع قائد بھاگلپور)

اعلان نکاح

خاکسار کے فرزند عزیزم عبدالہادی فاروقی مبلغ انچارج ضلع بھنڈ صوبہ ایم پی کا نکاح عزیزہ مسرت پروین بنت مکرم انور حسین صاحب ساکن اٹارسی سے مورخہ 9 اکتوبر 2014ء کو بعد نماز مغرب وعشاء مکرم مولوی حمد احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھایا۔ فریقین کے حق میں اس نکاح کے بابرکت ہونے اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالقدوس فاروقی جے پور، راجستھان)

''اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں''

سٹڈی ابراڈ

10 Years Quality Service 2003-2013

Study Abroad

All Services free of Cost

Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements

• NAFSA Member Association , USA.

• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.

Study Abroad

10 Offices Across India

بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal

Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اس کا استعمال میں بالکل برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ پہلا سبق تھا جو انہوں نے اس بارے میں مجھے دیا۔

پس اسلامی آداب میں ہمیں بھی خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ ایک واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بھی بچپن میں مختلف کھیلیں کھیلا کرتے تھے۔ میں عموماً فٹبال کھیلا کرتا تھا جب قادیان میں بعض ایسے لوگ آئے جو کرکٹ کے کھلاڑی تھے تو انہوں نے ایک کرکٹ ٹیم تیار کی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ایک دن وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جاؤ حضرت صاحب سے عرض کرو کہ وہ بھی کھیلنے کے لئے تشریف لائیں۔ چنانچہ میں اندر گیا آپ اس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو آپ نے قلم نیچے رکھ دی اور فرمایا کہ تمہارا گیند تو گراؤنڈ سے باہر نہیں جائے گا لیکن میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جس کا گیند دنیا کے کناروں تک جائے گا۔ اب دیکھ لو کیا آپ کا گیند دنیا کے کناروں تک پہنچا ہے یا نہیں۔ یہ وہی گیند ہے جسے قادیان میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہٹ ماری تھی جو دنیا کے کناروں میں پہنچ رہا ہے۔ پھر ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے جو آپ فرماتے ہیں کہ بغیر محنت دینی یا دنیاوی کے کوئی انسان عزت حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانے میں تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے یعنی اب اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو زمانہ ہے اس میں تمام عزت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہوگئی۔ پس اگر کوئی مذہب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کا طریق یہی ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے کلی طور پر ڈال دے لیکن اگر قوم کی قوم اس طرح کرے تو اس پر خاص فضل ہوں گے اور وہ ہر میدان میں فتح حاصل کرے گی۔ ہماری جماعت کے لئے بھی یہی قدم اٹھانا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین میں بھی ہمیں دوسرے سے مختلف نظر آنا چاہئے اور بڑھے ہوئے ہونا چاہئے عبادات میں بھی ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے۔ اعلیٰ معیاروں کو پانے کی کوشش کرنے والے بھی ہم دوسروں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ اعلیٰ اخلاق میں بھی ہمیں امتیازی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ قانون کی پابندی میں بھی ہم ایک مثال ہونی چاہئیں۔ غرض کہ ہر چیز میں ایک احمدی کو دوسروں سے ممتاز ہونے کی ضرورت ہے تبھی ہم جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں بیعت سے صحیح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایک واقعہ یہ بیان فرماتے ہیں احسان اور حسن سلوک کا۔ ایک دفعہ ایک افسر حکومت کے قادیان آئے اور کہا کہ یہ لوگ آپ کے شہری ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انہوں نے کہا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس بڈھے شاہ کو پوچھو کہ آیا کوئی ایک موقع بھی ایسا آیا ہے جس سے اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو۔ جتنا نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاسکتی ہے نہ کی ہو اور پھر اس سے ہی پوچھو کہ کیا ایک موقع بھی ایسا آیا کہ جس میں میں احسان کرسکتا تھا اور پھر میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ بس وہ آگے سر ڈال کر ہی بیٹھا رہا بولا نہیں کچھ۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپ کے اخلاق کا۔ پس ہماری جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی ایک ایسی صفائی ہو کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں کہ جو دوسروں کے دل پر اثر کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے میں نے خود اپنے کانوں سے یہ مضمون بارہا سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو قسم کے ابتلاء آیا کرتے ہیں ایک تو وہ ابتلاء ہوتے ہیں جن میں بندے کو اختیار دیا جاتا ہے کہ تم اسے اپنے آرام کے لئے خود کوئی تجویز کرسکتے ہو چنانچہ اس کی مثال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے دیکھو وضو بھی ایک ابتلاء ہے سردیوں کے موسم میں جب سخت سردی لگ رہی ہو۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو اور ذرا سی ہوا لگنے سے بھی انسان کو تکلیف ہوتی ہو۔

دوسرے حصے کا تو آپ نے ذکر نہیں کیا کہ دوسرا ابتلاء لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس میں پڑھ دیتا ہوں جس میں آپ نے ابتلاؤں میں حکمت کیا ہے اس کے بارے میں فرمایا آپ نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کا ایذاء نہ پہنچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں انکی زندگی بسر کرواتا۔ ان کی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی۔ ہر وقت ان کے لیے عیش و طرب کے سامان مہیا کئے جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس میں بڑے اسرار اور راز نہاں ہوتے ہیں۔ دیکھو والدین کو اپنی لڑکی کیسی پیاری ہوتی ہے بلکہ اکثر لڑکوں کی نسبت زیادہ پیاری ہوتی ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ والدین اس کو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت کو دیکھنا بڑے جگر والوں کا کام ہوتا ہے۔ دونوں طرف کی حالت ہی بڑی قابل رحم ہوتی ہے (یعنی ماں باپ بھی رخصت کے وقت رو رہے ہوتے ہیں اور لڑکی بھی) قریبا چودہ پندرہ سال ایک جگہ رہتے ہیں۔ آخر ان کی جدائی کا وقت نہایت ہی رقت کا وقت ہوتا ہے اس جدائی کو بھی نادان بے رحمی کہہ دے تو بجا ہے مگر اس کی لڑکی میں بعض ایسے قویٰ ہوتے ہیں جس کا اظہار اس علیحدگی اور سسرال میں جا کر شوہر سے معاشرت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے جو طرفین کے لیے موجب برکت اور رحمت ہوتا ہے۔ یہی حال اہل اللہ کا ہے۔ ان لوگوں میں بعض خلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک ان پر تکالیف اور شدائد نہ آویں ان کا اظہار ناممکن ہوتا ہے۔ خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دکھ سہے جاویں اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اوپر لینی پڑتی ہے جب انسان دنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے بکلی موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تب اسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ فرمایا حضرت مصلح موعود نے کہ میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالبعلم گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ اس کتاب کو جب کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ اس لڑکے نے کہا کہ جبرائیل نہیں آتا کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرائیل اب بھی آتا ہے۔ پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کئی دفعہ اس واقعے کو یاد کر کے میں ہنسا بھی ہوں اور بسا اوقات میری آنکھوں میں آنسو بھی آگئے مگر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا کرتا ہوں اور وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک رات ہم صحن میں سو رہے تھے گرمی کا موسم تھا کہ آسمان پر بادل آیا اور زور سے گرجنے لگا۔ جس وقت بجلی کی یہ کڑک ہوئی اس وقت ہم بھی جو صحن میں سو رہے تھے اٹھ کر اندر چلے گئے۔ مجھے آج تک وہ نظارہ یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اندر کی طرف جانے لگے تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سر پر رکھ دیئے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے ان پر نہ گرے۔ بعد میں جب میرے ہوش ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آئی کہ ان کی وجہ سے تو ہم نے بجلی سے بچنا تھا نہ یہ کہ ہماری وجہ سے آپ بجلی سے محفوظ رہتے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 1905ء آیا مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔ جس وقت میں نے آپ کی وفات کی خبر سنی مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی۔ دوڑ کر اپنے کمرے میں گھس گیا اور دروازے بند کر لئے۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ پھر 1908ء کا ذکر آپ فرماتے ہیں کہ میرے لئے تکلیف دہ ہے وہ میری کیا سب احمدیوں کی زندگی میں ایک نیا دور شروع کرنے کا موجب ہوا۔ اس سال وہ ہستی جو ہمارے بے جان جسموں کے لئے بمنزلہ روح کے تھی اور ہماری بے نور آنکھوں کے لئے بمنزلہ بینائی کے تھی اور ہمارے تاریک دلوں میں بمنزلہ روشنی کے تھی ہم سے جدا ہوگئی۔ یہ جدائی نہ تھی یہ قیامت تھی۔ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور آسمان اپنی جگہ سے ہل گیا۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس وقت نہ روٹی کا خیال تھا نہ کپڑے کا۔ صرف ایک ہی خیال تھا کہ اگر ساری دنیا بھی مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ دے تو میں نہیں چھوڑوں گا اور پھر اس سلسلے کو دنیا میں قائم کروں گا۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے کس حد تک اس عہد کو نبھایا مگر میری نیت ہمیشہ یہی رہی کہ اس عہد کے مطابق میرے کام ہوں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد بلکہ بعد میں آنے والے بھی گواہ ہیں کہ آپ نے اس عہد کو خوب نبھایا بلکہ ہمارے لئے بھی عہدوں کو نبھانے کے لئے صحیح راستوں کی طرف رہنمائی فرما دی آپ نے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے عہدوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت میں دو جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے۔ یہ جنازہ حاضر جو ہے مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالرحیم صاحب مرحوم آف ملتان کا ہے جو مانچسٹر یو۔کے میں تھیں۔ 11 رنومبر کو وفات ہوئی ہے ان کی 77 سال کی عمر میں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ نیک صالح نمازوں کی پابند خوش اخلاق صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرا جنازہ غائب ہے جو مکرم محمود عبداللہ شبوتی صاحب آف یمن کا ہے۔ شبوتی صاحب 9 رنومبر 2014ء کو لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یمن میں 24 رمئی 1934ء کو پیدا ہوئے۔ مرحوم کے والد صاحب نے آپ کو جون 1952ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں پڑھنے کے لئے بھجوایا تھا۔ 1960ء میں مبلغ بن کے یمن واپس آئے۔ اپنے رشتہ داروں سے خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ پسماندگان میں سیدہ نسیم شاہ صاحبہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور بارہ پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے کینیڈا میں ہیں اور ناصر احمد صاحب یہاں یو۔کے میں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 27 Nov 2014 Issue No. 48

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے

خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین میں بھی ہمیں دوسرے سے مختلف نظر آنا چاہئے

اور بڑھے ہوئے ہونا چاہئے عبادات میں بھی ہمیں دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے

اعلیٰ معیاروں کو پانے کی کوشش کرنے والے بھی ہم دوسروں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رنومبر 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج بھی میں حضرت مصلح موعود کے بیان کردہ کچھ واقعات بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی زندگی کے بھی بعض پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں علمی طور پر بتلاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب کا تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں وہ نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتی کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔ پھر آپ نے بتایا کہ جب میں نے دستی بیعت کی تو میرے احساس کے دریا کے اندر دس سال کی عمر میں ایسی حرکت پیدا ہوئی کہ جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کی طرف کہ کس طرح وہ دعاؤں کی ترغیب دیا کرتے تھے بچپن میں ہی دعاؤں کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے encourage کیا کرتے تھے ایک جگہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ’’خدا کا فرستادہ مسیح موعود علیہ السلام جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ۔ جس سے وعدہ تھا کہ میں تیری دعائیں قبول کروں گا سوائے ان کے جو شرکاء کے متعلق ہوں۔ فرماتے ہیں کہ وہ ہنری مارٹن کلارک والے مقدمے کے موقع پر مجھے جس کی عمر صرف نو سال کی تھی دُعا کے لئے کہتا ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو نو سال کی عمر میں دعا کے لئے کہتے ہیں۔ گھر کے نوکروں اور نوکرانیوں کو بھی کہتے ہیں کہ دعائیں کرو۔ پس جب وہ شخص جس کی سب دعائیں قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا تھا دوسروں سے دعائیں کرانا ضروری سمجھتا ہے تو پھر باقیوں کو کتنا اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہ جو الہام ہے ’’اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِیْ شُرَکَائِکَ‘‘ اس کی شاید بعضوں کو پتا نہ ہو یہ ایک مقدمے کے بارے میں آپ دعا کر رہے تھے جو آپ کے شرکاء یعنی بعض قریبیوں کا مقدمہ انہوں نے کیا تھا۔ اس پر آپ نے اپنے خاندان کو کہا کہ بلاوجہ وکیلوں پہ مقدموں پہ رقم نہ ضائع کرو مقدمہ ہار جاؤ گے۔ بہرحال لوئر کورٹ میں مقدمہ کا فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھائی کے حق میں ہوا۔ پھر دوبارہ اپیل ہوئی اور چیف کورٹ میں یہ مقدمہ ہار گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ یہ مقدمہ جیتتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا تھا۔

دیوار کا ایک مقدمہ بڑا مشہور مقدمہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لڑا گیا جس میں آپ کے خاندان کے مخالفین نے مسجد کے راستے پہ دیوار کھڑی کر دی اور راستہ بند کر دیا۔ بعض احمدیوں کو جوش بھی آیا اور انہوں نے دیوار کو گرا دینا چاہا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا کام صبر کرنا اور قانون کی پابندی اختیار کرنا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دیوار گرائی جا رہی ہے اور لوگ ایک ایک اینٹ کو اٹھا کر پھینک رہے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ بارش بھی ہو چکی ہے۔ اسی حالت میں میں نے دیکھا (خواب میں) کہ مسجد کی طرف سے حضرت خلیفہ اول تشریف لا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب مقدمے کا فیصلہ ہوا اور دیوار گرائی گئی تو بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔ اس خواب کا میں پہلے آپ سے ذکر کر چکا تھا اس لئے مجھے دیکھتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا۔ میاں دیکھو آج تمہارا خواب پورا ہو گیا۔

بچوں کی دلداری کے بارے میں ایک جگہ واقعہ اپنا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بچپن کی بات یاد ہے کہ ہماری والدہ صاحبہ کبھی ناراض ہو کر فرمایا کرتیں کہ اس کا سر بہت چھوٹا ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا۔ تو مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ کوئی بات نہیں۔ اصل چیز جو ہمیں چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور رسول کے احکامات کو سمجھیں ان پر غور کریں اور ان کی ذات کو سمجھنے کی کوشش کریں قرآن کریم کو سمجھیں اور یہی حقیقت ہے جس سے دماغ روشن ہوتے ہیں۔ حکومت کی وفاداری کے بارے میں آپ ایک جگہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اور ابھی میں نے ہوش ہی سنبھالا تھا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے گورنمنٹ کی وفاداری کا میں نے حکم سنا اور اس حکم پر اس قدر پابندی سے قائم رہا کہ میں نے اپنے گہرے دوستوں سے بھی اس بارے میں اختلاف کیا۔ جو اعتراض کرتے ہیں کہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا۔ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے آزادی دی ہے اس لئے رحمت قرار دیا ہے اور اس قوم کی تعریف کی ہے۔ قلم کے جہاد کے بارے میں آپ نے ایک ارشاد فرمایا کہ انبیاء کا دل بڑا شکر گزار ہوتا ہے ایک معمولی سے معمولی بات پر بھی بڑا احسان محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب دن رات چھپتیں تو باوجود اس کے کہ آپ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں کئی بار آپ کو کام کرتے دیکھ کر سویا اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا حتی کہ صبح ہوگئی۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے ادب اور آپ کے مقام کا کس قدر لحاظ رکھتے تھے خیال رکھتے تھے اور اس کے لئے کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں اور یہ واقعہ بیان کرکے آپ نے یہ توجہ دلائی ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی اخلاق اور آداب ہوتے ہیں۔ ان کی طرف ہمیشہ توجہ دیں۔ آپ بیان فرماتے ہیں اپنے ایک خطبہ میں کہ میں نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی آداب سکھانے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی۔ نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگوں کی بچپن میں تربیت کا اب تک مجھ پر اثر ہے اور جب وہ واقعہ یاد آتا ہے تو بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک لڑکے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑا تھا کہ ماسٹر قادر بخش صاحب نے جو مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے والد تھے اس سے منع کیا اور کہا کہ یہ بہت بری بات ہے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی لیکن نقشہ جب بھی میرے سامنے آتا ہے ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اسی طرح ایک صوبیدار صاحب مراد آباد کے رہنے والے تھے ان کی ایک بات بھی مجھے یاد ہے۔ گورداسپور میں مقدمہ تھا اور میں نے بات کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تم کہہ دیا۔ وہ صوبیدار صاحب مجھے الگ لے گئے اور کہا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں اور ہمارے لئے محل ادب ہیں لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ تم کا لفظ برابر والوں کے لئے بولا جاتا ہے بزرگوں کے لئے

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India.